

CHECKED

Checked  
1987

مبوی  
اداسلام

CHECKED 1995 مصنفہ



عالیٰ خانہ نشینی شاہجہان مرینار علی حسنا آہ ایٹھوی مظاہر عالی

تیز دیشہ حضرت نبی مہیر انجیر ادریس منانی حرثہ اللہ علیہ

حسنا لرش

خانہ لانا شاہجہان لاداد سجادہ قدین کا گھر شاہد ایٹھوی حیات خیر خیر خیر

اہتمام احقر العباد مرنا احمد مراد

نظامی پرنٹنگ کمپنی پاکستان اسلام آباد



بدینہ خدمت گرامی کرم فرما بندہ جناب سر ذلی الہی

## مقدمہ

پیشین احوال حضرت زکریاؑ کی تصنیف

اقدس مجاز قلم فیاض لادیک ان لانا حکیم سید اعجاز احمد صاحب مجاز بی سہانی ظلال

محمد صالح بن محمد

محمد صالح بن محمد

منشی ممتاز علی صاحب آہ قصبہ منشی کے اس محترم خاندان کے  
بزرگ بین جبکا سلسلہ نسب مشہور بزرگ حضرت مخدوم شیخ بہاؤ الحق صاحب  
خدا قدس سرہ (الوفی ۱۲۲۲ھ) تک منہی ہوتا ہے۔

اس خاندان میں کثیر القدا و علماء و اولیاء نامور ہوئے ہیں چنانچہ مولانا  
شیخ احمد عرف ملا جیون استاد عالمگیر بادشاہ اور مولانا امیر علی مجاہد شہید  
اسی خاندان کے افراد تھے۔

جناب آہ کی ولادت ۱۲۲۲ھ مطابق ۱۸۰۶ء میں واقع ہوئی۔

آپ کے والد ماجد کا نام منشی سخاوت علی تھا۔ آہ صاحب نے اپنے والد مغفور  
کے سایہ عاطفت میں تربیت پائی اور ابتدائی تعلیم اپنے نانا شاہ ظہر علی  
صاحب (سجادہ نشین سستانہ حضرت مخدوم شیخ بہاؤ الحق خاصہ خدا) کی

توجہ سے حاصل کی جس کا ستر ٹھواں سال تھا کہ اپنے والد کی میت میں نو اب گنج  
 بارہ نمکی گئے اور وہاں ایک عزیز خان بہادر مولوی سید محمد حسین صاحب رحم  
 کی ترغیب سے انگریزی اسکول میں داخل ہوئے اور عربی و فارسی کی تعلیم  
 کے ساتھ انگریزی بھی شروع کر دی جس کا سلسلہ ایک مدت قائم رہا۔  
 ضروری تعلیم سے فارغ ہو کر تلاش معاش ہوئی اور حکمہ بند و بست سے  
 بستی۔ گورکھپور میں بھینچہ ملازمت قیام رہا لیکن ملازمت کے غیر دو چپ  
 مشاغل انکی خدا واد قابلیت اور جوہر فطرت کے منافات رکھتے تھے اسلئے  
 دیر تک وہ سلسلہ کے پابند نہ رہ سکے۔ ذوق شعروقت شاعری طبع سلیم  
 میں انزل سے ودیعت تھی ابتدا سے آپ کے شعر وادب کے مذاق کو نمایاں کرنی  
 طبیعت متغیذ فکر شعر سے غافل نہ رہتی تھی اور وقتاً فوقتاً قصیدہ و غزل لکھتے  
 رہتے تھے۔ منشی امیر احمد صاحب امیر میرٹھ نانی سے خاندانی قرابت کا  
 سلسلہ مستحکم تھا اور وہ آپکی فطری استعداد سے باخبر تھے انھیں کو اپنا کلام  
 دکھاتے صلیح سخن لیتے۔ اسکا کمال کی موقع بموقع داد دے حوصلہ افزائی کی  
 اور بہت سی غزل کے ساتھ گلدستوں میں آہ کا کلام بھی ملکہ میں ترمیم و مقبول ہوا۔  
 امیر مرحوم کے نامور ملائذہ میں ہر وقت ریاض آہ جلیل موجود ہیں



اور آج ہندوستان کی سخن شناس و سخن سنج جماعت ان حضرات کے کمال سے  
 بخوبی آگاہ ہے اور انکی شہرت محتاج تعارف و اشتہار نہیں ہے۔ یہ لوگ  
 اور انکے ہم خیال کچھ سنج شاعری کے تازہ انقلاب سے متاثر نہیں ہوئے اور  
 دور جدید کی اصلاحات اور نئی نئی ترکیبوں سے ہمراہ دل و دماغ میں جدید طرز کو  
 زبان اور ادب یا ادب شعری کی ترقی نہیں جانتے بلکہ اسکو ادبی تنزل سے تعبیر  
 کرتے ہیں۔ فارسی معلق ترکیبوں اور دراز کار ہتعارات کو اردو میں شیون پر  
 ہنگامہ رستخیز سے کم نہیں سمجھتے۔ جدید طرز کے دلدادہ ان حضرات کو قدیم سبب  
 اور ادبی ترقی کی راہ میں ننگ گران جانتے ہیں۔ لیکن اس سے اسکو انکار ہو سکتا  
 ہے کہ وہ اصول فن اور شاعری کے مقررہ قوانین کو جنہیں انھوں نے وضع ان فن  
 سے سلسلہ سلسلہ حاصل کیا ہے ہر ہر قدم پر پیش نظر رکھتے ہیں اور اساتذہ  
 کی تعلیمات پر کار بند ہیں وہ سر حتمہ جو دلی یا میر و مرزا کے حدود سے  
 نکل کر امیر و داغ و جلال کے عہد میں ایک مصفا آب حیات کے لقب سے  
 ملقب ہوا انھیں کی سرگرمی اور خدمتوں کا ثمرہ ہے۔ انھیں اصول و قواعد کی  
 پابندی سے آج ہم اردو زبان کو دوسری مہذب و متمدن زبانوں کے  
 مقابلے میں پیش کر نیکیو تیار ہیں۔ مرزا غالب نے آخر میں اسی نکتے کا احاطہ

کر کے پچھلے گناہوں سے توبہ کی اور فرمایا ہے

طرزِ بیدل میں ریختہ کننا اسد اللہ خان قیامت ہے

آخروہ کیا ادا تھی جس نے آتش کو آسج جیسے صاحبِ کمال کا مقابل  
 بنا دیا۔ میر نے سودا کے کمالات و قوتِ شاعری پر تفوق حاصل کیا۔ میر نے  
 کو ملک میں قبولیت کا خلعت پہنا دیا۔ زبان کا جو بہرِ فصاحت و بلاغت  
 شستگی و صفائی محاورہ اور روزِ مرہبے اور شعر میں وضاحت کی قید  
 مسلم الثبوت شرط ہے مجھ کو یہاں سب بحث کو طول دینا منظور نہیں ہے اسلئے  
 ناظرین معاف فرمائیں۔ میں نے جو کچھ لکھا ہے اس کا مقصد صرف یہ ہے  
 کہ قدیم طرز کی شاعری کا ذخیرہ ہی اُردو زبان کی ترقی کا سرمایہ ہو سکتا ہے  
 اسلئے اساتذہ قدیم اور وہ بزرگ جو اُنکے مقدس مزارات کے مجاور ہیں اور  
 اُنکے نصبین کو پیش نظر رکھتے ہیں اُنکو زبان اُردو پر ملکیت کا دعوئے  
 زبیر دیتا ہے کیونکہ اُنھیں کے ہاتھوں سے اس باغ کی بیاری ہوئی ہے اور  
 وہ اسکے وارثِ حقیقی ہیں لیکن اُنکے اصول سے ہٹنے والے اس کا حق نہیں  
 رکھتے کہ اپنی جدید قطع و بید کو زبان کی خدمت کہیں یا اُن کے طریقین کو  
 خسارت کی نظر سے دیکھیں۔

حضرت آہ جناب امیر مینائی کے مایہ ناز شاگرد اور زبانِ اردو کے محقق ہیں۔ اُن کے کامل لہن ہونے میں کوئی شک کی گنجائش نہیں۔ ان کی شاعری کی پچاھ سالہ مشق اُسی کے ساتھ دفترِ اللغات کے عمدہ سکرٹری کے دقیق و مفید فرائض کے ثمرات کا کون انکار کر سکتا ہے۔ استاد کی صحبت اور بزرگانہ شفقت اس پر طرہ ہے۔ ایک جوہر قابلِ کیلے یہ نادرا وجود اتفاقاتِ سونے پر سہاگائیکے اس قابلیت و پرمائی و وسعتِ معلومات و تحقیق فن کے ساتھ آپ کی قوتِ شاعری وجودِ طبع کے نتائجِ غزلیات و قصائد وغیرہ ہیں اور اب تک جو کچھ کلام پرچوں گلدستوں وغیرہ میں شائع ہوا ہے وہ شے نمونہ از خوارے کا مصداق ہے۔

منشی امیر احمد صاحبِ حوم نے جب ریاستِ اپور میں امیر اللغات کی تالیف کا کام شروع کیا تو منشی ممتاز علی صاحبِ کراچی پر اُن کی نظر انتخاب پڑی اور اُس سال میں ان کو اپنے پاس بلا کر اس مفید مشغلے میں مدد و معاون بنایا۔ اپور میں علاوہ منشی امیر احمد صاحبِ امیر مینائی آہ صاحب کے چند اراغہ بھی ریاست کے معزز مناصب پر فائز تھے۔

اور اُن کے ماموں حافظ شاہ محمود علی صاحب فدا مرحوم سجادہ نشین  
 درگاہ حضرت مخدوم خاصہ خدائے بربت تعلقات قرابت اکثر راہپور  
 میں قیام رکھتے تھے اُن کی وفات نے آہ صاحب کے ایک روحانی صد  
 پہونچایا اور اُسی وقت سے اُنکے اطمینان و آسائش میں فرق آگیا اور  
 اس واقعے کے تلخ تر نتائج نے آپ کو زیادہ سرسیمہ و مضحل کر دیا۔ آخر کار  
 راہپور کے قیام سے دل اُچاٹ ہو گیا اور منشی امیر احمد صاحب حرم  
 نے بصدا سُن و ملال مجبوراً انکی درخواست مفارقت منظور کی  
 چنانچہ ۱۸۹۲ء کے آخر میں انھوں نے سفر وطن کیا۔ آپ کے شیفت  
 بزرگ خان بہادر مولوی سید محمد حسین صاحب حرم اس وقت ریاست  
 کھیراگرھ ضلع رائے پور ملک متوسط میں دیوان تھے جب اُن کو آہ  
 صاحب کے ترک تعلق کا حال معلوم ہوا تو اپنے پاس بلالیا۔ آہ صاحب  
 کی خاطر برداشت و جوش طبع شغل ملازمت کی اجازت مندی تھی  
 لیکن اللہ تعالیٰ معہ و مدد اپنے محترم بزرگ کی تعمیل حکم و جب بھکر  
 کھیراگرھ پہونچے اور اُسی ۱۸۹۵ء میں مختار کنبی مقرر ہوئے۔ اور  
 فروری ۱۸۹۶ء میں تحصیل ڈونگر گڑھ ریاست کھیراگرھ کی تحصیلدار

پر مامور ہوئے۔ آپ وہاں نہایت نیکنامی اور امانت دیابتداری کے ساتھ اپنے فرائض منصبی انجام دیتے رہے اور رعایا کی نظروں میں ہر دلعزیز اور حکام بالا کی نظروں میں نہایت معزز و موقر رہ کر قریب تیس سال ملازمت کر کے مئی ۱۹۲۵ء سے نشین پاس ہے ہیں اولاد فکر میں آپ کے چار فرزند عمدہ تربیت و تعلیم پا کر اپنے اشغال معاش میں مصروف ہیں۔ شائستگی ظاہر و باطن و شرافت طبع ان کا جوہر اور حیرت انگیز و خوش اخلاقی و ہمدردی انکی مورد ثنی و خاندانی فضیلت ہے۔ یہ تمام اوصاف انکی اولاد میں بھی بدرجہ اتم موجود ہیں

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ وَتَحْتَ بَلَدِ الْکَاذِبِ

آہ نے ریاست رام پور میں اردو شاعری کا عروج ایک مدت تک دیکھا ہے معرکہ الارام شاعروں میں غزلیں سنا کر اساتذہ فن سے داد کلام لی ہے۔ نامور شعرا کی صحبتوں کا حظ اٹھایا ہے منشی امیر احمد صاحب حرم کے انتقال کے بعد خباب آہ کی شعری و ادبی کوششی میں بہت کچھ فرق آگیا اور اتنو زمانے کا رنگ دیکھتے ہیں خاموشی اختیار کر چکے ہیں پہلے حضرت ریاض و طیل کی تحریکات و ترغیبات

سے کبھی کبھی شاعرانہ جذبات ابھر آتے تھے اور غریب کھنے کی نوبت آجاتی تھی مگر اب ایسی تحریکوں سے بھی انکی قوت حساسہ متاثر نہیں ہوتی۔ انھوں نے شاعری کے لباس میں زبان اردو کا دل شکن انقلاب کیلجہ تھام کر دیکھا ہے۔ اس نازیبا منظر سے دوچار ہونا یا اس ہنگامے میں اپنی ذات کو نمایاں کرنا انکی غیور طبیعت کو گوارا بھی نہیں ہو سکتا۔ انکے خیالات و کمالات کی داد اسی جماعت سے مل سکتی ہے جو بزرگوں کی روش اور اصول فن کو نظر پسندیدگی سے دیکھتی ہے۔

جواب آہ کے بارے میں اُن کے اُستاد کے خیالات کو دیکھو تو معلوم ہوتا ہے کہ آہ زبان اردو کے محقق زبان داں شعرا سے ہیں انکی وقت نظر، وسعت معلومات پر اُستاد کو اعتماد و وثوق تھا۔ دفتر امیر اللغات کی خدمت پر اُنکا انتخاب ہونا اور حسن و خوبی اسکے فیض کا انجام دنیا آہ کی قابلیت کا بیش بہا تمغہ ہے۔ منشی صاحب نے اپنے خطوط میں موقع بموقع اظہار رائے کیا ہے۔

جب ”صنہاۃ عشق“ دوسرا دیوان آہ کو بھیجا تو اُسکے ساتھ ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں:-

”تمہاری نظر دقیق سے مورد ایرادات نہویہ تو محال ہے مگر خیر  
 اٹھتی پیٹھ کا سودا ہے گا بک پسند کرے یا نہ کرے“  
 ایک اور خط میں لکھتے ہیں :-

”بہت خوشی اور شکر گزاری کی بات ہے کہ تم کو اپنے امیر اللغات  
 کا خیال باقی ہے معلوم ہوتا ہے کہ تمہاری قابلیت و لیاقت سے بھی  
 کچھ اور نفع اٹھانا اسکی قسمت میں لکھا ہے۔ میرے خیال میں تقدیم  
 اسی کام کو ہونا چاہئے کہ تیسرا حصہ جو مکمل ہے اسکو ایک نظر پھر  
 دیکھ جاؤ۔ بہر حال تم لغت کا حال مجھے کہیں زیادہ اچھا جانتے ہو  
 تمہیں اس باب میں کچھ لکھنا یا بتانا بحث ہے تمہارے ہی ہاتھ کا  
 کام ہے اور نہیں اس کے بانی مباحی ہو“

معلوم ہوتا ہے کہ ترویج امیر اللغات کے ابتدائی منازل اور اسکی  
 فراہمی اسباب تنخواہ بندی میں آہ کو دخل تمام تھا اور اسکی تالیف میں  
 منشی صاحب کے دست راست تھے۔ اور وہ اس علمی تحقیقی مشغلے میں انہر  
 مذاق کامل رکھتے تھے۔ نیز آہ کے چلے آنے کے بعد جو کچھ تاسف اور  
 حزن لاحق ہوا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انکی نظریں آہ کا بدل غیر ممکن حصول

تھا۔ سکرٹری کلکے عہدہ پر ہو جانے پر بھی انکی نکھیں آہ کو صوفی ہستی تھیں اور ہر حال میں وہ اُن سے طالب اعانت ہوتے تھے۔ ایک اور خط میں لکھتے ہیں:-

”میر مومن حسین صفی نے ”گلبن“ نام ایک گلدستے کا اشتہار آگے سے دیا ہے اور اس میں تمھارے اور پیارے حلیں کے پھولنے پھلنے کو کیا اچھی طرح کی ہے۔ شوخی کا کچھ لگاؤ تمھاری حیا میں تھا۔ خدا تمہیں اطمینان دے تو رنگ جادو بلکہ اڑادو“

جب حضرت امیر نے بعض شاگردوں کو صلاح شعر سے اپنی معذوری و کم فرصتی کا عذر لکھا تو انھوں نے درخواست کی آپ اپنے شاگردوں میں کسی کو بتائیے جسکے پاس غزلیں بغرض صلاح روانہ کی جائیں اُسکے جواب میں امیر مغفور تحریر فرماتے ہیں:-

”ریاض۔ آہ اور حلیں ہیں ان میں سے جس سے چاہو صلاح لو“

آہ کے کلام کی خصوصیات میں زبان کی شستگی و صفائی اور سلاست و نسجام قابل تحسین و داد ہے وہ اس صفت میں اپنے ممتاز سے ممتاز ہیں۔ ان کا یہ جو ہر نازک تخیلات ادبی ایک ضامن



کے ساتھ بھی ہاتھ سے نہیں جاتا۔ غزل کو ایک اداسے خاص کے ساتھ  
انجام دینا اور اس کے حقیقی مفہوم کو نمایاں کرنا آہ کا خاص وصف ہے۔ امیر  
مرحوم کی غزل سرائی کا انداز اگر دیکھنا ہو تو آہ کے کلام کا برا حصہ رہنمائی  
کر سکتا ہے ملاحظہ ہو۔

مندل دیدار سے زخمِ گہر ہو جائیگا      صوف مرہم چھو کہ ہر تارِ نظر ہو جائیگا  
میرے آنسو کی نہ کہے عوش کا تار ہے      قطرہ نیساں بہت ہو گا گہر ہو جائیگا  
بدلتا رُفتِ خند بلایا ہے زخم      دوستو کیا یہ بھی نذر چارہ گر ہو جائیگا  
بحرِ عالم میں مری ہستی ہے مانندِ جانا      جب کھلیگی آنکھ دنیائے نفوس ہو جائیگا

مضمون کی لمبندی بندش کی چستی کلام کی فصاحت ہر شعر سے ظاہر ہے  
میسے کے طرز کو سطحِ نباہنا حضرت آہ ہی کا حصہ ہے۔ دوسرا شعر لمبندی  
تخیل کے ساتھ زبان کی شستگی کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ آہ کے کلام میں  
سہل متنوع کی شان پائی جاتی ہے اور لطف یہ کہ مذکورہ اشعار ابتداءً  
مشقِ سخن کا معیار ہیں۔

روز اس کوچے میں اچھا نہیں آجانا      آہ اس راہ میں ہو کا نہ کہیں کھا جانا  
کیسا بیاختہ اور بوجہ مطلع ہے۔ بولِ جہاں کی خوبی کا اندازہ اس شعر

سے کیجئے ۵  
 جان و بھر ہے غم بھر میں وعدہ کیسا لے اہل کل کے عوض آج ہی تو آجانا  
 مرزا غالب کے تخیل کا کرشمہ ذوق و شست فردی کا ثبوت ان الفاظ  
 میں پیش کرتا ہے ۵

اللہ کے ذوق و شست فردی کے بعد مرگ  
 ملتے ہیں خود بخود اندر کفن کے پاؤں  
 یعنی مرنے کے بعد جو پاؤں کو حرکت ہے اسکی وجہ ذوق و شست فردی  
 ہے مرزا نے سبب یا توجیہ حسن تعلیل کے ساتھ بیان کی ہے اگرچہ  
 دعویٰ محض بے دلیل بلکہ فرضی ہے جیسا لفظ "خود بخود" ظاہر کرتا  
 ہے۔ بخلاف اسکے رئیس المتغزلین حضرت مومن دہلوی نے بعد مرگ  
 جو خرق عادت دکھایا ہے ارباب نظر سے مخفی نہیں فرماتے ہیں ۵  
 ہم ادب یہ بیعت پیش دل کے سبب سے

مومن کے سینے پہ ہے بعد فنا ہاتھ  
 ایک گرمی نیند سونے والے کی حالت کا وہ نقشہ ہے جو ہر شخص کے  
 پیش نظر ہمارے کسی طرح متبعہ نہیں معلوم ہوتا کیونکہ خواب مرگ کو

نہند سے بہت کچھ مناسب ہے۔ لیکن پاؤں کا ہلنا ایک نئی بات ہے اور  
 قنایں جو مبالغہ ہے وہ مرگ میں کہاں۔ آہ صاحب بھی اسی دعوے  
 کو اپنی نادر توجیہ کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔

ہاتھ اسی دھڑکے سے سینے پر پس کر رہے ہیں

جان جانے پہ بھی بھولا نہیں دیکھا جانا

حکیم مومن خان مرحوم نے ایک سچا نقشہ دکھایا ہے یعنی جس مہیت  
 وضع پر آدمی مرتا ہے مرنے کے بعد بھی وہی حالت رہتی ہے۔ لیکن  
 آہ صاحب نے صرف لفظ "بھی" لاکر اس حقیقت کو الفاظ میں واضح  
 کر دیا کہ زندگی میں جو حالت تھی وہی بعد مرگ بھی باقی ہے اور ہر  
 سبب دل کا جانا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ دل کا جانا عشاق کے  
 نزدیک جان کے جانیسے زیادہ مصیبت خیز سانحہ ہے ہاتھ کا سینے پر  
 ہونا جس طرح پیش دل کیلئے عرض لازم ہے اسی طرح غایت ناسف بہر  
 دال ہے۔ درحقیقت یہ دونوں تخلیلیں ایک فطری حالت پر مبنی ہیں  
 جو ہر طرح قابل تسلیم ہیں۔

فارسی اور اردو شعرا کے مساک میں اغیار سے محبوب کے تعلقات

کا اظہار کرنا غزل کا ایک سکن قرار پا چکا ہے۔ یہ خیال و حقیقت اچھا ہے  
یا بُرا اس سے قطع نظر کہ یہ دیکھنا ضرور ہے کہ سنجیدگی، شائستگی کا پہلو  
کہاں تک نمایاں کیا گیا ہے اور اس میں خوش سلوئی و غیر تمندی کا بھی کوئی جذبہ  
شامل ہے یا نہیں۔ مرزا غالب نے اسی حمت سے کام لے کر کہا ہے ہے  
سے مجھ کو تھمتے تذکرہ غیر کا گلہ ہر حذرِ بربیل شکایت ہی نہیں  
لیکن حکیم مومن خاں مغفور کی غیور طبیعت نے کچھ اس سے زیادہ تصرف  
کر کے اس خیال کو ظاہر کیا ہے

گو اپنے جوابِ برا ہی دیا دلے مجھے بیانِ نیچے دے کے پیام کو  
غیر تمندی کا جوش اس سے زیادہ کیا ہو سکتا ہے لیکن مرزا صاحب نے  
ایک دوسری جگہ اس کے خلاف اپنے معشوق کا بڑا دو گوارا کیا ہے فرماتے ہیں  
تم جانو تم کو غیر سے جو رسم و راہ ہو مجھ کو بھی پوچھتے رہو تو کیا گناہ ہو  
یہ معافی و درگزر نہیں بلکہ رواداری کا انداز ہے جسے شیعہ کسی طرح  
روا نہیں ہے ایک اور غزل میں کہتے ہیں

صحبت میں غیر کی دُپٹی کہیں نہ دینے لگا ہے بوسہ بغیرِ لب کے  
عجیب و غریب ادا شاہدانِ بازاری سے بھی آگے قدم بڑھا رہی ہے بخلان

اسکے مومن منفور نے بدگمانی کو بھی ایک گناہ سمجھا ہے

بے پردہ غیر سے نہوا ہوگا شب کہ صبح

آنکھوں میں شرم تھی نہ نظر میں حجاب تھا

مطلب یہ ہے کہ بے حجابی بے شرعی دلیل عصمت و پاکبازی ہے۔ کیونکہ

مجرم ہمیشہ شرمندہ و نادم ہوتا ہے اور پاکباز بے باک۔ لیکن بعض مواقع

پر بدگمانی لازمہ عشق ہوتی ہے۔ عاشق کا مضطرب دل سو ظن کے بغیر

نہیں رہتا اور یہ بدگمانی تعلق غیر کی ناگواری کو خود ثابت کرتی ہے عشق

صادق ہر پہلو سے مشوق کی اداؤں کا نظارہ کرتا ہے اور چھپے ہوئے

خطرات کو نمایاں کرتا ہے۔ چنانچہ آہ نے اسی خیال کو مد نظر رکھ کر ایک

مشتبہ حالت کی تصویر ان الفاظ میں کھینچی ہے

غیروں سے نظر بازی کو جھوٹ ہی ہو لیکن

کچھ شرم چھلکتی ہے اُس شوخ نگاہی میں

شرم بھی حسن کا خوشنما زور ہے لیکن آہ کی غیر متند طبیعت اس میں بدگمانی

سے کام لیتی ہے اور غیور دل اس ناگوار خطرے کے خیال سے کانپ رہا

ہے۔ آہ نے ایک شعر میں مرزا بیدل علیہ الرحمۃ کے اس خیال کو

اگر شرارم تو شعلہ کاری دگر بہارم تو آبیاری

ز حیرتِ ناخبر نہ داری گزارم آئینہ رو بہ ریت

کس ایجاز و سادگی کیساتھ ظاہر کیا ہے

اپنی صورتِ آئینے میں دیکھ لو آپ میں اپنی کہوں رو داد کیا

لیکن دونوں کا مفہوم جدا اور ایک دوسرے سے متضاد ہے۔ آنے

اکثر عام روش کے خلاف بدیع الاسلوبی کا حق ادا کیا ہے ملاحظہ ہو

آئینہ دیکھتے ہیں وہ پھولوں کو دکھ کر

چوری کا ہے گمانِ نسیم بہار پر

تشبیہ معکوس کے ضمن میں چوری کی نسبتِ نسیم کی جانب کی ہے اور

معشوق کے رنگِ خسار کو اصل قرار دیا ہے۔ ورنہ عام طریق اسکے

خلاف ہے۔

بُت بنے بیٹھے ہو یہ کیا بات ہے

واہ بے حسنِ طلب کیا گھات ہے

حق ہے بے عیبِ خدا کی ذات ہے

دب گئی بازی سیہ اب مات ہے

کچھ ہنس بول و خدا کے واسطے

کہتے ہیں تم دو بھی دل تو ہم لیں

بُت سراپا حسن ہیں پر سنگِ دل

آئی پری بال میں اکثر سفید

تذکرہ کی شان اور کلام کی صفائی و برستگی کا اندازہ مذکورہ شعرا سے  
 کیجئے اگر ان شعرا کو شربلیئے تو بھی یہی صورت قائم رہے گی۔ میراثی  
 اور ننگی آہ کے سوا کسی کے پاس کم نکلیگی۔ آخری شعر تو اپنے باب میں  
 فرد ہے۔

یہ مسلم ہے کہ شعر کی خوبی تخیل کی خوبی پر منحصر ہے شاعر کا تخیل کیسا  
 ہی بلند ہو اگر تخیل کا اسلوب موثر نہیں واقع ہوا تو تخیل کی بلندی لاشے  
 اور شعر بے تاثیر ثابت ہوگا۔ اس طرح اگر تخیل چندان دقیق اور بلند نہ ہو  
 تخیل کا عنوان و چسپ ہو تو شعر کامیابی کے ایک پایے پر بھاجا جائیگا  
 جیسے میر صاحب کا شعر ہے

اب کے جنوں میں فاصلہ شاید نہ کچھ ہے      دہن کے چاک اور گریاں کے چاک میں  
 مرزا غالب نے فارسی میں ایک سادہ مضمون کو دلکش تخیل کے سانچے  
 میں ڈھالا ہے ۔

مکن تفاضل ازین بیشتر کہ می ترسم  
 گمان برند کہ این بسندہ بے خداوند است  
 آہ کا شعر اسی تہے کی تخیل کے ساتھ دست و گریبان ہے ۔

کچھ زمانے کو اس تل ہوتی جھپہ لطف ایک بار ہونا تھا  
 مرزا نے یہ خیال پیش کیا ہے کہ میری جانب سے آپ تعافل اختیار کریں گے  
 تو نتیجہ یہ ہوگا کہ لوگوں کی نظر میں اس بنا پر آپ سبک ہونگے کہ مجھ پر  
 بندہ بے خداوند ہونے کا گمان ہوگا۔ حالانکہ اب تک سب آپ کو میرا  
 خداوند جانتے رہے ہیں۔ آہ نے مخلوق کی یاس و ناامیدی کی حالت  
 پر ترس کھا کر مشوق کو ابھارا ہے کہ مجھ پر لطف و کرم ایک بار بھی  
 ہو جائے تو لوگ یا دوس ہو کر آپ کی محبت سے دست بردار ہوتے کانیہ  
 کی امیدیں زندگی بسر کرتے اور عام طور پر یہ ثابت ہو جاتا کہ آپ کی  
 مہربانی سے مستمع ہو جانا کوئی امر محال نہیں ہے بلکہ ممکن الوقوع شے  
 ہے جسکی توقع کی جاسکتی ہے۔ ایک بار کا لفظ آہ کے شعر میں نہایت  
 جامع واقع ہوا ہے جسکی تعریف نہیں کی جاسکتی۔ اسی طرح مرزا صاحب  
 کا یہ اردو شعر ہے۔

قاصد کے آتے آتے خطاں اور لکھڑکھوں میں جاتا ہوں جو وہ لکھینگے جواب میں  
 شعرا سی جگہ لا جواب ہے۔ حاصل مضمون یہ کہ مرزا صاحب اپنے مشوق  
 کی خوب سے اس قدر واقف اور ایسے مزاجدان ہیں کہ بغیر جواب آئے



جواب اب جواب تیار کر سکتے ہیں اور قاصد کے آنے کے بعد جواب  
 لکھنے میں جو وقت صرف ہوگا وہ حاج مدعا ہوگا۔ کیونکہ اُسی قدر  
 پہنچنے میں دیر ہوگی۔ آہ نے اس خیال کو پہلی ہی منزل میں طے  
 کرنا چاہا اور کہہ دیا ہے

لاؤ خط میں لکھ تو دین جی بھر کے دلی حشرین

یہ تو جانے بیٹھے ہیں جو کچھ جواب نیکو ہے

آہ کو بھی جواب کا علم اور اپنے علم کا یقین ہے لیکن فرق یہ ہے  
 کہ اُن کو پہلے ہی سے یقین حاصل ہے اور مرزا صاحب کو دوسری  
 تحریر لکھتے وقت معشوق کی مزاجدانی حاصل ہوئی ہے اور قاصد  
 کے جانے کے بعد ایک نیا خیال پیدا ہوا ہے آہ نے جی بھس کے دل کی  
 حشرین لکھ کر مضمون کو بالکل صاف کر دیا اور شعر کی تاثیر کہیں سے  
 کہیں پہنچ گئی۔ آہ کی رفعت تخیل کی غیر متعدد مثالیں اُن کے

کلام سے ملتی ہیں۔ اشعار ذیل بطور نمونہ حاضر ہیں۔

دل ڈوب رہا ہے اب نیا سے کنارہ ہے

ساحل نظر آتا ہے کشتی کی تباہی میں

اٹھی جو دان نقاب تڑپ یان ٹھہر گئی  
 بجلی چمک کے ہاتھ مے دلہہ دھر گئی  
 دیکھ لے خیال آنکھوں کے پردوں میں ہونیکا  
 تصویر یار بھی تو یہیں تھی کدھر گئی  
 مجھے بگڑے تو بن پڑی میری آنکھ کے ڈر کے غیر محفل سے  
 دوری میں بھی کچھ اور گمان ہو نہیں سکتا  
 تم ہو گے جہان کوئی وہاں ہو نہیں سکتا

محاورہ اور شنگی و صفائی زبان کا ساتھ کہیں نہیں چھوٹتا۔ یہ آہ کی  
 طرز خاص ہے حضرت آج جس طرح طلب شہرت و ناموری سے مستغنی  
 ہیں۔ اسی طرح انکا مزاج قناعت پسند اور طرز زندگی سادہ و سادگن  
 واقع ہوئی ہے۔ دینیوی ہوا و ہوس سے بہت دور اور فقر و استغنا کے  
 جوہر سے دل کو معمور رکھتے ہیں درویشی کا نشہ رضا و تسلیم کے مینا نے  
 میں انکو مرستہ لکھا ہے۔ اپنی زاویہ نشینی و گمنامی کا ذکر خود کیا

ہے

عنقا کا نشان نام سے یان نام بھی نہ تھا مجھسا کوئی بے نام و نشان ہو نہیں سکتا

تسلیم و رضا کا شیوہ جسمین خود ممتاز ہیں ان الفاظ میں دکھایا ہے ے

میں کس سے شکایت کروں اور کی شکایت

صد شکر کہ جو کچھ ہے وہ سب کچھ ہے ادھر ہے

کرتے ہیں گلہ کیونکر کہتے ہیں کرم کس کو

عمر اپنی تو گزری ہے تسلیم و رضا ہی میں

شکر کو شکایت پر ترجیح ہے ے

دل گیا جان گئی کچھ بھی شکایت نہ تھی ہلکے شکر غم جانان ہی فرصت نہ تھی

مروت اور علو ہمت کا ثبوت اس طرح دیتے ہیں ے

دینا ہی پڑیگا کوئی مانگے گا اگر دل ہم کیا کریں ہم سے بھی انکار ہوگا

آزادی کا جو ہر کس خوبی سے ظاہر کیا ہے ے

آپ اپنا غم نہیں جھکو تو پھر میرا غم ہی کیا مرے غم خوار کیا

آہ کے کلام میں جا بجا حقیقت و معرفت کے مضامین کی جھلک اُبھرتی ہے

صفائے باطن کے ساتھ جمالِ ازلی کے مشاہدے پر روشنی ڈالتی

ہے اشعار ذیل سے اندازہ کیجئے عجز و نیاز کا اظہار کس خلوص کے

ساتھ کرتے ہیں ے

ترے در کے قابل یہ سر تو نہیں ہے مجھے بھی کوئی اور در تو نہیں ہے

نعمت عشق کا شکر یہ ادا کرتے ہیں

کشش حسن کی یہ ذرہ نوا ز می دیکھو

جس کو دیکھا ہی نہیں اس کے طلبگار ہیں

اپنی بود کو نابود کرنا اسی طرف کا اشارہ ہے

مٹانے لگا ہوں میں ہستی کو اپنی سمجھنے لگا ہوں زبان محبت

شاہد حقیقی مرتبہ بے نیازی میں ناز سے مستغنی ہے اس ادا کو دکھاتے

ہیں

قتیل بے نیازی جبے عالم بلا قاتل کی تیغ ناز تو لے

ذوق فنا کی حالت بیان کرتے ہیں

جو نظر میں اپنی کھٹکتا ہے مرے دوستوں وہ خار ہوں

مری زندگی کا ثمر ہے یہ کہ میں آپ اپنے پہ بار ہوں

راسخ الاعتقاد ہی کا یہ عالم ہے

ہوتے بے عیب تو ایمان ہی اپنا جاتا

شکر کی جلے بتوں میں جو مروت نہونی

ہستی مخلوق ہستی خالق کی دلیل ہے اسلئے عارف کو ہر موجود کی قدر کرنا

واجب ہے

کہیں زخم ہیں کہیں دل غم ہیں، یہ عنایتوں کے نشان ہیں سب  
 یثیگور نے جسے کھلائے ہیں اُسی باغبان کی بہار ہوں  
 قدرتِ مشیتِ الہی کا پایہ یہ ہے

اپنے دل میں جو کچھ آیا اپنی مرضی جو ہوئی  
 میرے سمجھنے کو نام اس کا مقدر رکھ دیا

عاشق کے نیاز پر مشرق کی توجہ لازمی نہیں ہے ورنہ صفت بے نیاز کیا  
 میں فرق آئیگا

ہمے میرا نیاز اور ان کا کہنا ناز سے

اچھے آئے آستانے پر مرے سر رکھ دیا

خوف الہی اور بیمِ عفت بے کا یہ منظر ہے

غل ہو گیا کہ ایسا گنہگار نہ بچ گیا رحمت کی دھوم ہو گئی میرے گناہ سے

میں قبر تلک مر کے بھی ہنچوں کہ نہ ہنچوں

یہ فکر مجھے دوری منزل سے لگی ہے

سوز محبت کا یہ عالم ہے

جلی رات بھر شمع تو کیسا جلی

یہاں عسمر گزری ہے جلتے ہوئے

تمام موجودات کا مرجع یا اصل واحد ہے

عشق اور حسن کو ہے سوز بجھتی سے حاصل

شمع و پروانے نے اک لگ سے جلنا جانا

بیخودی بھی مشوق حقیقی کی طلب میں سالک کیلئے حجاب

بن جاتی ہے

خود می ظالم گئی تو بیخودی نے آکے کھنڈت کی

ہمارے اُنکے پردہ کوئی حائل ہو ہی جاتا ہے

آہ کی قدرت کلام ہر صنف کے مضامین کو غزل میں جگہ دیتی ہے

لیکن رنگ تغزل میں فرق نہیں آتا۔

افسوس آہ کا دیوان اس وقت پیش نظر نہیں نیز خیال اطالت

اس مختصر میں زیادہ لکھنا بھی منظور نہیں ہے ورنہ ناظرین کی ضیافت

کا عمدہ سامان اور بھی پیش کر سکتا۔ مجبوراً حاضر پر قناعت کی جاتی ہے

آہ صرف غزل گو شاعر نہیں بلکہ انکی قدرت اصناف سخن  
 میں محتاج بیان نہیں۔ میں پہلے فکر کر چکا ہوں کہ شاعری انکا  
 چھوٹا ہوا مشغلہ ہے۔ مدت سے وہ اس فن سے برکنار ہیں۔ لیکن چونکہ  
 دل میں اسلامی حیثیت اور دینی غیرت کا جوش لگتا ہے اور  
 اب ان کے اوقات عزیز زیادہ تر فکر زار اور اہ عصائب میں صرف  
 ہوتے ہیں اسلئے گاہ گاہ فکر سخن بھی اسی دائرے میں ہوتی ہے  
 چنانچہ اپنے بفضل ایک ثنوی احوال ماضی و حال اسلامی کا آئینہ  
 بنا کر ملک کے سامنے پیش کی ہے۔ یہ ایک عظیم الشان دینی خدمت  
 ہے جسکی داد صرف بارگاہ العرب الین ہی سے مل سکتی ہے۔ شاعر  
 تحسین توصیف کرنا اسکے رتبے کے منافی اور غرض تصنیف کے  
 نامائے۔ اسکا واقعی وصف اسیتقد ہے کہ اسوقت اس موضوع  
 پر قلم اٹھانے کی ضرورت تھی اور اب بھی ہے۔ مولوی الطاف حسین  
 حاتی مرحوم نے مدوجز اسلام میں اپنے زمانے کی ضرورت کا حق  
 کیا نبی ادا کیا اور قبولیت کا سہرا اسکے سر رہا۔ قوم میں ایک  
 احساس پیدا ہوا۔ ہوا کا رخ بدل گیا۔ قوم کی صلاح بہت کچھ ہو گئی۔

پچاس سال میں مسلمانوں کی کایا پٹ گئی۔ اور قدیم منزل و ادبار  
 کی گھٹا اسی کے دم قدم سے کھلی لیکن ہر زمانہ اپنے ساتھ نئے حوادث  
 نئی ضرورتیں لاتا ہے۔ نئی نئی صورتیں رونما ہوتی ہیں۔ موجودہ زمانے  
 میں اسلام کو جو نیا جامہ پہنایا جا رہا ہے اس میں درحقیقت اسکی  
 اصلی صورت ہی بے نمود ہوئی جاتی ہے اسلئے حضرت آہ کا دل دکھا  
 اور اسلام کی سچی اور اصلی تصویر پیش کرتے ہوئے جناب رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو بیان کر کے اسلام کو ایک فطری مذہب  
 ثابت کیا ہے اسکے بعد جدید تعلیم یافتہ جماعت کے شہمات کے  
 مسکت جوابات اور عقلی دلائل بیان کئے ہیں جن سے آزاد خیال  
 جماعت کی کامل تشفی ہو سکتی ہے۔ ایسے روکھے مضمون کو مخاطب  
 کے دلنشین کرنے کیلئے آہ صاحب نے بیان کا انداز اور زبان کی  
 شستگی کو اس حد تک پہنچایا ہے جسکی تعریف نہیں ہو سکتی۔ اسکو  
 مصنف کی کہنہ مشقی و پختہ کاری کا اعلیٰ نمونہ سمجھنا چاہیے۔  
 مطالب کا تفنن اور الفاظ و معانی کی طرز اور ہر موقع پر سامع کی توجہ کو  
 اپنی طرف مائل کرتی ہے۔ حشو و پرکن الفاظ سے تمام شہنومی پاک ہے



جاء باصطلاح لفظی و معنوی بھی بے تکلف وارد ہوئے ہیں جبکہ سبب  
 فصاحت و سلاست بیان میں کہیں فرق نہیں آیا۔ احمد اکی کا اسلوب  
 خاص طور پر نظر کرنے کے قابل ہے۔ اسکو ایک مومن فخلص جو  
 کا عقاید نامہ کہا جائے تو زیبا ہے۔ یہی اسلام کی پہلی اور سربلند  
 تعلیم ہے۔ خاتمہ بھی اپنے رنگ میں بے مثل اسلام کی تبدیل شدہ  
 ہیئت کو نمایان کرتا ہے۔ خدا کرے مسلمان اس سیش بہاؤ  
 سے صلاح دین کا سبق حاصل کریں اور راہ کی سنی فخلصانہ راہ  
 کے نتیجے پر پہنچے۔

(مولانا حکیم) سید عجاز احمد ہمدانی

یکم جولائی ۱۳۷۷ھ

# دیباچہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
حَسْبُكَ اَوْصَالُکَ



علماء اور اراکوں سے غافل اور بے پروا رہے مسلمانوں کی تباہی کا یہی سبب  
بڑا سبب سمجھ میں آئے ہیں کہ صرف نام باقی ہے! فلاں کچھ فلاں سے بھی بڑھ گیا ہے غیر ذلک  
دشمن ہو رہے ہیں اب اقبیت اندیش مسلمان ہوشیار ہوئے ہیں تبلیغ اسلام کرنے کی ضرورت مستم  
ہوئی ہے اور فیضوری کا نام تو بھی رہا ہے میرے خیال میں شریعتی یادہ نظم کا اثر ہوتا ہے اس سید  
پر یہ نظم میں نے کہی ہے اس نظم میں شاعری نہیں ہے یہ کان بھر سہان اور عام فہم لفظوں میں  
سچے اور صحیح واقعات موزون کرنے کی میں نے کوشش کی ہے تاکہ بڑھے لکھے مسلمان بھی  
اس کو شکر بخوبی سمجھ سکیں۔

خدا سے دعا ہے کہ اپنے حبیب علی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں اس نظم میں  
پورا اثر دے کر میری آرزو بر لائے۔ آمین

(شاہ) ممتاز علی آہ میٹھوی

ڈونگر گڑھ۔ صوبہ متوسط

۱۳۳۶  
شعبان المعظم، جنوری ۱۹۱۶ء



محمد بن عبد اللہ رسول اللہ

حمد

لکھنؤ دارالعلوم

ہر اکرت سے اسکی قدرت عیان ہے  
 کرشمے ہیں قدرت کے کیا کیا دکھائے  
 ہر اک شے میں ہے اپنی صنعت دکھائی  
 نشان اُسکے کوئیں وہ بے نشان ہے  
 اندھیرے کو کرتا ہے دم میں اجالا  
 وہیں چاند نے بڑھکے شعل دکھائی  
 در و بام سب سے جگمگائے  
 ہلال اور بدر اُسکو ہے کر دکھاتا  
 قدرت سے اسکی عجب اک سنان ہے  
 زمانہ بتاتا ہے یہ ماہِ مہم کو

خدا ایک ہے خالق و وہان ہے  
 زمین آسمان یہ اُسی نے بنائے  
 زمین اور یہ ات اُسی نے بنائی  
 عیان قدرتوں سے نظر سے نہان ہے  
 یہ سورج جو مخلوق میں ہے نرالا  
 گیادون اندھیری جہان رات آئی  
 دل نے میں چاندی کے تیز بچکے  
 وہی چاند کو ہے گھٹاتا بڑھاتا  
 تاروں سے کیا خوشنما آسمان ہے  
 یہ تارے بتاتے ہیں راہِ ہم کو

غرض چاند سوچ کر وڑن ہی تائے  
 اگر رات جاتی ہے تو دن ہے آتنا  
 چمکتی ہے بجلی دکھائی ہے چھل بل  
 ہوا جلتی رہتی ہے حکم خدا سے  
 ہوائیں چلین لائیں بادل اڑا کر  
 پڑی تھی زمین مردہ سی جان آئی  
 کسا توں کی بھی کھیتیاں اہلہائیں  
 عجب دین انکی ہے قربان جائیں  
 ملائے ہم کھاری میٹھے سمندر  
 کہ دونوں کا پانی نہیں ملنے پاتا  
 کہ شمع یہ قدرت کا اپنی دکھایا  
 کہیں چاندی سونے کو پیدا کیا ہے  
 زمرہ کہیں میرے کریم کہیں ہن  
 عنایت سے ہم کو غنی کر دیا ہے  
 بہت خوشنما پھول خوشبو بھی کتنے

بہت کام آتے ہیں یہ سب تائے  
 وہ ہے رات دن کو گھٹا بڑھاتا  
 برتا ہے بادل تو بھرتے ہیں جل تھل  
 کہ مخلوق کی زندگی ہے ہوا سے  
 برسے لگا پانی حکم کا پا کر  
 آگاہ سبزہ تو پھر وہی شان آئی  
 لگیں بالیان اور پھلیاں بھی آئیں  
 کہ اک اند بوئیں پچا سون ہی پائیں  
 مگر ایسا اک پردہ رکھا ہے اندر  
 جو کھاری ہے کھاری جو میٹھا ہے میٹھا  
 کہ پانی کے قطرے کو موتی بنایا  
 دل انسان کا جن پہ پیدا ہوا ہے  
 جواہر کی سبکدین زریزین ہیں  
 زمین کو خزانوں سے بھر بھر دیا ہے  
 نگاہیں فدا ہوں دل انسان کا لوٹے

لذیذ اور خوش رنگ پھل کیسے کیسے  
 چمن میں کبھی تو بہار آرہی ہے  
 ہر اک چیز قدر کے سانچے میں ڈھالی  
 ہوا تجربہ تو کھلا راز ہر دم پر  
 پہاڑ اُبلے اور لال کالے بنائے  
 زمین کی قسم کی ہین بنائی  
 سمندر میں کیسے جزیرے بنائے  
 یہ مخلوق کی بشارت اُس نے پیدا  
 نئے رنگ ہین بولیاں ہین نہالی  
 مویشی کہ اقسام ہین جنکے صد ہا  
 یہ پہنچاتے رہتے ہین سامان ہائے  
 بہت سے سواری کا ہین کام دیتے  
 بہت ایسے ہین گشت جنگا ہین کھاتے  
 مویشی ہین بعض ایسے بالوں سے جنکے  
 کیا ایک قطرے سے انسان کو پیدا

کلیجے میں رکھ لیجے پیالے ایسے  
 کبھی دیکھئے تو خزان چھارہ ہی ہے  
 نہیں ایک ذرہ بھی حکمت سے خالی  
 ہے اکیر کا پتی پتی میں جو ہر  
 جو حکمت سے ہین اس زمین کو دبائے  
 ہر اک ٹکڑے میں اک نئی چیز گائی  
 دہان بھی ہین شہر اور قصبے بسائے  
 مگر کچھ نہ کچھ فرق ہر اک میں رکھا  
 عجب آں رکھتی ہے شان جمالی  
 کئے ہین ہائے لیے اُس نے پیدا  
 ہے کھیتی ہمارے انھین کے سہائے  
 بڑھاتے ہین زمین ہین آرام دیتے  
 تو بعضوں کا ہین دودھ پیتے پلاتے  
 بنے جاتے ہین کپڑے اچھے سے اچھے  
 نہایت ہی جو بیج اور ناتوان تھا

اُسے رفتہ رفتہ توانا بنایا  
 کسی وصف میں مثل اُسکا نہیں ہے  
 پسندا کو جب چین آیا ہمارا  
 مگر ہن کچھ اللہ کے بندے ایسے  
 سمجھتے نہیں یہ وہ اللہ کے بندے  
 کوئی چیز دنیا میں چھوٹی سے چھوٹی  
 نہیں بن گئی بے بناء کیسکے  
 یہ میل اور ہزار آدمی نے بناء  
 یہ تختہ در چوکی پلنگ اور تپائی  
 یہ دال اور روٹی پکائی تو پکی  
 اسی طرح روٹی سے جبست نکلا  
 دہا گائے کا دودھ اُس کو جمایا  
 مگر روٹی بکڑی۔ اناج اور لوہا  
 نباتات یعنی درختوں سے پانی  
 جمادات یعنی یہ لوہا وغیرہ

بڑھاپے میں پھر ناتوان کر دکھایا  
 اُسی کی قسم حسن الخالقین ہے  
 ہمیں میں سے جوڑا بنایا ہمارا  
 وجود خدا سے ہن انکار کرتے  
 یہ عالم بنے کس طرح بے بناء  
 بڑی سے بڑی اور موٹی سے موٹی  
 نہیں مٹ سکی بے بناء کیسکے  
 یہ طیارے انسان ہی نے بناء  
 یہ میز اور کرسی بڑھئی نے بنائی  
 کر گیانہ شک اس میں تو کوئی شکی  
 بنا اُس سے کپڑا سیا جکا کڑتا  
 اُسی سے وہی کھن اور گھی بنایا  
 کہان سے ملا جس سے یہ سب بنایا  
 روٹی اور ہر اک اناج اور لکڑی  
 زمین اور پہاڑ دون ہی سے نکلتا

یہ حیوان ہین گائین اور ہاتھی گھوڑے  
 شبہ خدا ہی نے پیدا کئے ہین  
 یہ سب کچھ ارادے سے پیدا ہوئے  
 خدا کی بھی قدرت میں سا جھانکالا  
 "ہوئی روح اور مادے سے خلقت"  
 "انھیں سے خدا نے یہ چنار چائی"  
 "مگر مادے میں نہیں علم اصلا"  
 "وہ محتاج اسوجہ سے روح کہے"  
 "یہ ہے روح کے بارے میں قول اُن کا  
 "وہ محتاج ہے جسم یا مادے کی"  
 "یہ محتاج انکی وہ محتاج اسکا  
 "یہ مادہ اُسے پیدا کیا ہے  
 "مسلم ہے یہ جب کہ بے استعانت  
 "تو آسان ہے یہ بھی اب جان لینا  
 "ہے یہ روح اور مادہ انکی صنعت

درندے پرندے بھی اور سب کے چوڑے  
 یہ ککے لیے سب ہمارے لیے ہین  
 "خدا ہے مبتدئ خدا ہے  
 یہ اک شرک کا ہے عقیدہ نرالا  
 "خدا کی طرح دونوں کو ہے قدرت"  
 "زمین آسمان اور ہر شے بنائی"  
 "نہیں ہے یوہین اختیار اور ارادہ"  
 "تو بالذات کیونکر وہ قائم ہوا ہے؟  
 "کہ" ایمن ہے علم۔ اختیار اور ارادہ"  
 "کہ یہ قوتیں کام میں لائے اپنی"  
 "غلط ہے قدامت کا دعویٰ حجکا  
 "قُلْ الرِّفْقُ مِنْ أَمْرِ رَبِّی" بجا ہے  
 "خدا میں ہے موجود ہو نیکی قوت  
 "یہ تسلیم کر لینا یہ مان لیتنا  
 "وہ ہوا خلق کل۔ اُسے ہے قدرت

لوہارا اور بڑھئی توبہ توبہ خدا تھا؟  
اُسے کیا ضرورت مدد کی تھی ان سے  
اُسے نیکویت بہت کرنے کی قدرت  
بہت غیر محدود ہے ذات باری  
ہیں لاتھھی ایسے صفات خدا سب  
یوہن مذہب شہر اک دوسرا ہے  
مگر حکم اور ملک و دولت میں کوئی  
اگر گادُن میں حصہ داری ہے باہم  
قبیلے کے دو تین سردار کب ہیں  
برابر کی طاقت انھیں دی ہے کہنے  
ہر اک امر میں متفق رہتے کبتاک  
نکالی ہے تثلیث نصرا نیون نے  
خدا ایک تو ہے مگر تین مل کر  
طلسم ایک میں تین کا دوسرا ہے  
سمجھ آئی اب بعض عیسائیوں کو

کہ محتاج ازل میں وہ ان دونوں کا تھا  
یہ چنار چا دی فقط لفظ کُن سے  
اُسے حرکت نہایت کرنے کی طاقت  
ہے جسکے سمجھنے میں انسان آری  
کہ حیران دعا جز ہے انیا سب  
خدا تین ہیں سب کی طاقت جہا ہے  
نہیں رہتے ہیں مل کے دو بادشاہی  
حکومت میں رہتی ہے تکرار ہر دم  
کسی گھکے دو پورے مختار کب ہیں  
یہ تقسیم ان تینوں میں کی ہے کہنے  
خدا تین ہوتے تو لڑ مرتے اب تک  
انھیں گم کیا انکی جولانیوں نے  
دیا تین میں ایک کو پہلے چکر  
نہ سمجھا کوئی بخود نہ سمجھا سکا ہے  
وہ سمجھاتے ہیں ایسے سودائیوں کو



رہی نہ تلیک شاب عاقلون میں  
 زمانے میں ہوتی ہے جون جون ترقی  
 خدا کے زور و نہ ہے کوئی بیٹا  
 زمانہ ہے نادان و نادان ہی ہے  
 اسی کے کرم سے ہیں سب کام کرتے  
 وہ کھوٹن میں ہے نوزل میں اُجالا  
 وہی جزو میں اور گل میں ہی ہے  
 وہی سنگریز میں ہی گہر میں  
 اُسے جھڑن دیکھو تم وہ ادھ ہے  
 نئی گُل میں لگاتا وہی ہے  
 تسلی ہر اک دکھ میں ہے دینے والا  
 کہیں دور رہتا ہے ہم سے جدا ہے  
 نہیں جان پہچان اُسے مانتے ہیں  
 مستبب بنا خود در آیا سبب میں  
 وہی نار میں ہے وہی نور میں ہے

جگہ لیگی توحید انکے دلون میں  
 ہے اسلام کو روز افزون ترقی  
 ازل سے ہے کیا اب تک ہے گا  
 بھی ناقوان ہیں توانا دہی ہے  
 عنایت سے انگی ہیں آرام کرتے  
 اسی کا ہے کونین میں بول بالا  
 وہی خار میں اور گل میں ہی ہے  
 وہی خشک و تر میں وہی بحر و بر میں  
 وہی ساری مخلوق میں جلوہ گر ہے  
 لگی دل کی دم میں بھاتا وہی ہے  
 وہ ہے بے خبر کی خبر لیسنے والا  
 وہ دل میں بسا ہے گلے سے لگا ہے  
 یہ ہم مانتے ہیں اُسے جانتے ہیں  
 کسی میں نہیں اور کیا ہے سب میں  
 پری میں ہی ہے وہی نور میں ہے

یہ جنت ہے جلوہ اُسی کبریا کا  
 جو غمگین دل ہے توبہ غم اُسی سے  
 وہی سوزین ہے وہی سوزین ہے  
 اُسی کی صدا شورِ منصورین تھی  
 کہاں کہاں ہے کہیں بھی نہیں ہے  
 ہوا کو ہوا حکم تو چل رہی ہے  
 یہ پانی بھی خالق کی ہے اک نشانی  
 ہوئی بوجھش نِ حمتِ فِاتِ باری  
 تو آدم کو مٹی سے اُس نے بنایا  
 کیا اُنکی پسلی سے حوا کو پیدا  
 عزرا زیل کے کہنے میں آگے جب  
 بڑھی اور پھیلی پھر اولادِ آدم  
 خدانے دیاسب کچھ اپنے کرم سے  
 نذر ہونگے سرکشی کرنے والے  
 وہ نادان سمجھنے لگے ہمیشہ کو

وہ دوزخ ہے پردہ اُسی کبریا کا  
 دلِ شامیہ شاد و خرم اُسی سے  
 وہ معشوق و عشاق کے رازین ہے  
 اُسی کی جھلک جلوہ طور میں تھی  
 وہ ہے ہر جگہ دل کو اسکا یقین ہے  
 اشارہ ہوا آگ کو جس رہی ہے  
 ہے اس سے بھی مخلوق کی زندگی  
 پسند آئی مٹی کی خاک ساری  
 شرف ساری مخلوق پر جسے پایا  
 تو جنت میں رہنے لگا پھر یہ جوڑا  
 غضب سے زمین پر اُتارے گئے تب  
 کہ جس سے چلی جاتی ہے یادِ آدم  
 مگر ابنِ آدم نہ چمکے سے تم  
 شریعت جو تھی اس میں بھی نسخہ ملا  
 لگے پوجنے سب شجر اور حبس کو

صداقت کی جانب سے منہ موڑ بیٹھے  
 سب احکام خالق بھلا بیٹھے آخر  
 مگر جو خداوند عرش برین ہے  
 اُسے اپنے بندوں پہ رحم آیا پھر بھی  
 انھیں راہ حق کی دکھا دے ہمیر  
 خدا ہی پہ رکھیں سب ایمان قائم  
 وہ پیغام حق کا سنایا نبی نے  
 پیغمبر نے راہ شریعت دکھائی  
 مہنسی میں ہمیر کی تلقین اڑائی  
 ہر اک امر حق کو ہنسے جھوٹ جانا  
 وہ پر سچ سمجھے شیطان نے جو کچھ چڑایا  
 پیغمبر نے فریاد کی تب کہ یارب  
 خدا کا غضب اُن پہ نازل ہوا تب  
 کچھ ایسا عذاب خدا اُن پہ آیا  
 غرض جب کسی قوم نے سرائٹھایا

وہ مہبود برحق کو بس چھوڑ بیٹھے  
 ہوئے رفتہ رفتہ خدا ہی سے منکر  
 صفت جبکی اک ارحم الراحمین ہے  
 ہمیر کو بھیجا کہ کر دے منادی  
 جو بھولے ہیں اُن کو تباہے ہمیر  
 ہمیشہ سے حق ہے رہیگا جو دائم  
 خدا کے غضب سے ڈرایا نبی نے  
 ہر اک بات مذہب کی اُن کو بتائی  
 ہدایت نصیحت نہ کچھ کام آئی  
 ہمیر کا کہنا کسی نے نہ مانا  
 ہمیر کو اور اُلٹے جھوٹا بتایا  
 یہ سنتے نہیں کچھ نرا نہ نہیں اب  
 جسے حق وہ سمجھے تھے باطل ہوا سب  
 وجود اُن کا روئے زمین سے مٹایا  
 ہدایت کو اُن کی ہمیر اک آیا

چھٹی تھی صدی عیسوی تھی یہ حالت  
 وہ توحید خالق کو بھولے ہوئے تھے  
 جہالت کا پہلا ہر اک ہو رہا تھا  
 کشاکش میں تھی ایک عورت کیستی  
 تھی عورت میں شرکت کچھ ایسی ہی  
 جوے میں ہر اک چیز کو مار کر وہ  
 شجر اور حجر اور حیوان بہت سے  
 جو تھے چار برلن میں فرقت کی تھے  
 مگر شور و بیچارے مارے پڑے تھے  
 کتابیں وہ مذہب کی سن بھی نہ سکتے  
 کوئی قوم ڈاگ کو بوختی تھی  
 پرستش کوئی قوم سورج کی کرتی  
 کسی قوم میں گر کوئی بادشہ تھا  
 عقائد تھے ہر ایک مذہب بھل  
 نصاب اعجب سناے پر اڑے تھے

کہیں آدمی میں نہ تھی آدمیت  
 بتوں دیوتاؤں پہ پھولے ہوئے تھے  
 ضلالت کا بندہ ہر اک ہو رہا تھا  
 کئی بھائی اُسکو نباتے تھے بی بی  
 کہ ساجھے میں جیسے ہوا اور پانی  
 لگا دیتے جو رو کو بھی دانو پر وہ  
 تھے مسعود و مبعود ان مشرکوں کے  
 جڈا پاٹ پوجا میں سب کے طریقے  
 وہ مذہب میں بھی اک کناے پڑے تھے  
 وہ منہ اوپنی ذاتوں کا حسرت سے تکتے  
 کسی قوم میں تھی تو ہم پرستی  
 تاروں کی پوجا کہیں ہو رہی تھی  
 اُسے سب سمجھتے تھے بیٹا خدا کا  
 یہودی عزیر ابن اللہ کے قائل  
 وہ چکر میں تثلیث ہی کے پڑے تھے

عقیدہ یہ رکھتے تھے قسمت کے ہمنے  
 سمجھ ہو اگر اتنی ہی آدمی میں  
 عقیدہ یہ راسخ جو اُن کا ہوا تھا  
 تھے عیسیٰ و مریم خدا کے جو بندے  
 تھے سرشارِ نوحۃِ قبلہ جو اسے  
 بہا یہ کم کی عادتِ دُردن کی نصلت  
 یہ بودا سما یا تھا ہر اک کے سر میں  
 تو مان اُسکی شوہ سے ریخہ نکھاتی  
 وہ تیرون سے فال بُنیک لیتے  
 خدا کی پرستش کو کعبہ بنا تھا  
 زنا کاری اُن کیلئے دل لگی تھی  
 تھی اُن میں بڑی رسم ہر ایک جاری  
 نہ ہر دو فاتھی نہ صدق و صفا تھا  
 دل اُن کے تھے تپھر جگر اُن کے گھن  
 وہ سبے حیائی پہ رہتے تھے نازان

”جناب یا خدا کے تھے عیسائی  
 معاف اُسکے سارے گز میں سی ہیں“  
 توفیق و فخر اُن میں پھیلا ہوا تھا  
 کلیسا میں دونوں کے بُت پرچے تھے  
 وہ کٹ مرتے تھے خانہ جنگی کے مارے  
 تھا اک کھیل گویا انھیں قتل و غارت  
 اگر لڑکی ہوتی کسی کے بھی گھر میں  
 زمین میں اُسے زندہ ہی گاڑ آتی  
 وہ ہر حکم کا ہن پہ تھے جان دیتے  
 بتوں کی وہاں ہوتی رہتی تھی بچا  
 شراب اُن کو بس شیر مادر ہوتی تھی  
 اک اکل حلال اُن کو تھی سود و خورامی  
 زمانے سے امن اور چین اُنھ گیتا تھا  
 اخوتِ محبت کے تھے پکے دشمن  
 کہ باقی نہ تھا نام کو نورایسان

حضرت  
لالہ

ایمانی حالات

وہ یقین پیغمبر نے جو کی تھی  
 کسی طرح اُن کو نہ جب ہوش آیا  
 محمد جو نورِ حُسنِ ازل میں  
 سما وہی صحیفوں میں تھی شہادت  
 کہ دنیا میں تشریف لائینگے احمد  
 گلستان تھے فرشِ مشعر بچھائے  
 ہدایت کو دنیا میں آئے محمد  
 (سلام علیک بنی مکرم!) (جائی)  
 محمد ابھی لطفِ مادر ہی میں تھے  
 ابھی چھ برس ہی کی تھی عمرِ حضرت  
 یتیم آپ کو جو خدا نے بنایا  
 رہے آپ ادا کی پھر تربیت میں  
 اثر اُن میں سکا نہ تھا کچھ بھی باقی  
 تو دریائے رحمت میں اکے جس آیا  
 جو تخلیق کی ابتدا تھے ازل میں  
 یہ موسیٰ و عیسیٰ نے وہی تھی بشارت  
 ہدایت کو عالم کی آئینگے احمد  
 ستارے زمین پر تھے نکھیں لگائے  
 بشارت تھی حق کی صدائے محمد  
 مکرّم ترازا آدم و نسلِ آدم  
 کہ باپ آپ کے چلے بسے اس جہان سے  
 ہوئی مادرِ شفیعہ کی بھی رحلت  
 کہ شمعِ خدائی کا اپنی دکھایا  
 فقط و و برس سایہ عافیت میں

۱۔ غزل الغزلات بابِ پنجم آیت ۱۰ الغایت ۱۶۔ تدریس کتابِ ہدایت باب ۲۷ آیت ۲۰۔ تدریس  
 کتابِ پنجم باب ۱۸ آیت ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸۔ تدریس پرخا باب ۲۰ آیت ۱۶۔ رسولون کے  
 اعمال باب ۲ آیت ۱۹ الغایت ۲۲۔

وہ سایہ بھی سرے اٹھایا خدا نے  
 ابو طالب اُنکا تھا اسم گرامی  
 سہارا یہ اک کہنے کو ہو گیا تھا  
 یتیمِ فاوی جو قرآن میں ہے  
 جو عالم کے گلے کا برحق شان تھا  
 تھی بارہ برس کی ابھی عمر حضرت  
 بحیرہ جو راہب تھا عیسائیوں کا  
 نبوت کے آثار حضرت میں پائے  
 بتایا خدا کے یہ سچے نبی ہیں  
 جب اس سے بھی ثابت ہے دعویٰ ہمارا  
 عنایات و افضال خالق سے حضرت  
 جناب محمدؐ میں وہ راستی تھی  
 امانت کا حضرت کی سکہ یہ میٹھا  
 یہ تائید حق تھی کہ قبل از نبوت

لیا اپنی آغوش میں تب چچانے  
 ہے آپ کے وہ مددگار و حامی  
 مدد پر محمدؐ کی ہر دم خدا تھا  
 جناب محمدؐ ہی کی شان میں ہے  
 لڑپن میں تھا بکریاں وہ چراتا  
 چچا کے ہوئے ساتھ بہر تجارت  
 محمدؐ کو بصرے میں جب اُنے دیکھا  
 رسالت کے آثار دیکھے دکھائے  
 صحائف میں ہے فکر جنکا یہی ہیں  
 تو انکار کرتے ہیں پھر کہیں نصائے  
 جو ان ہوئے کرنے لگے خود تجارت  
 مخالف بھی تصدیق کرتے تھے جی  
 امین اور صادق لقب ہو گیا تھا  
 بُرا کہتے تھے بُت پرستی کو حضرتؐ

خیال اس سے درد و غیرہ کا بدلا  
 جو اک اگ حضرت کے دلیں بھی پتی  
 پسند آگئی طبع عالمی کو حنوت  
 مہینوں وہاں فکر کرتے تھے جا کر  
 مناجات کرتے تھے اے میرے مولا  
 طریقہ عبادت کا اپنی سکھائے  
 نہیں چین آتا ہے ابو خدا یا  
 وہاں پہلے ہی سے یہ مقصود تھا  
 خدا نے نبوت کی تہید یہ کی  
 جو کچھ دیکھتا خواب حق کا پیارا  
 اس طرح اک روز غار حرا میں  
 فرستادہ حق فرشتہ اک آیا  
 کہا یہ فرشتے نے حضرت سے "اقرا"  
 تو آنکھوں میں لیکے اُنے دبوچا  
 جواب آپ سے جب ہی اُنے پایا

وہ سب ہو گئے مذہب حق کے جو یا  
 ہوا شوق کی اسکو بھر کافی رہتی  
 کیا کرتے غار حرا میں عبادت  
 مراقب رہا کرتے تھے آپ اکثر  
 تری جستجو فکروں میں میرے مولا  
 ملے گا تو کیونکر یہ محلو بتا دے  
 محمدؐ پہ فضل و کرم ہو خدا یا  
 جو مقصود اُن کا تھا موجود تھا  
 جناب محمدؐ کو تسکین یوں دی  
 بعینہ وہی واقعہ پیش آتا  
 جناب محمدؐ تھے یا خدا میں  
 گرا نا یہ خلعت نبوت کا لایا  
 کہا "نیں پڑھا ہی نہیں تو پڑھو" کیا  
 کہا پھر اُسی طرح حضرت سے "اقرا"  
 بہت دیر سے آپ کو پھر دبوچا



دو چاغرض تیسری بار ایسا  
 جلال الہی سے برہم رجائیں  
 حرامین تمہا جو ماجر پیش کیا  
 وہ رزق کے پائے بچو لیکن تب  
 وہ خیل و توریت کے تھے جو ماہر  
 نہ خوف اسمین ہے کچھ نہ اسمین خطر ہے  
 فرشتہ وہ آیا تھا ناموس کہہ  
 نبوت کی تصدیق ورقہ نے جب کی  
 تھا امر عظیم ایک کار نبوت  
 تھے بیم و رجائیں اسی امر حق سے  
 بتیں سجھونے لگی وحی نازل  
 اگر کچھ دنوں وحی نازل نہوتی  
 ہوتے حضرت پریشان مضطر  
 نبوتِ سالت کا فرض اپنا بھیا  
 جو ویسا ہی فرض آپ کے فے ہوتا

ہوئی جس سے تکلیف اور پھر جو چھوڑا  
 وہاں سے حضور آئے دولت سر امن  
 جناب خدیجہ کو سارا سنا یا  
 کہا حال حضرت کا اُن سے بھی وہ سب  
 کہا اس طرح تا ہو تسکین طہر  
 نبی آپ پرین فضل حق آپ پر ہے  
 جو موسیٰ کے بھی پاس آتا تھا اکثر  
 ہوئی دلو کو حضرت کے پوری تسلی  
 نہ تھا سہل اٹھا لینا بار نبوت  
 کہ یہ کام انجام پائے نہ پائے  
 کہ ما فوس ہو جائے محبوب کا دل  
 کسی طرح تسکین حاصل نہوتی  
 تو روح الامیں دیتے تسکین اگر  
 ادا اور پیغمبروں نے کیا تھا  
 تو یہ کام مشکل نہوتا کچھ ایسا

مگر مقصد خاتم الانبیاء تھا  
 بہت سے مذاہب سے کام آ پڑا تھا  
 مناسب طریقے سہولت کے بہت  
 اسی واسطے گھر ہی سے ابتدا کی  
 رہی چپکے چپکے یہ یقین جاری  
 جو تھے چند مخصوص بندے خدا کے  
 کیا آفتابِ سالت کو اونچا  
 تو حضرت نے کوہِ صفا سے پکارا  
 تم ایمان لاؤ قریش اپنے رب پر  
 یقین تم کو دعوت ہے آنے والی  
 سمجھ لو ہے برحق قیامت کا آنا  
 یہ بُت تو نہ کہہ کام آئیں گے ہڈن  
 نڈر کیوں ہو تم لوگ دوزخ سے  
 یہ سن کر بہت بولب بول پڑا  
 کہا تو صادق ہے بیشک امین ہے

کہ ہوا یک دین خدا دین سب کا  
 بہت کلین تھیں ارادہ بڑا تھا  
 بتدیج و تدبیر تبلیغ کرتے  
 احباب کو پھر دعوتِ الہام کی دی  
 دلون میں ہوئی نقشِ توحید رہی  
 خدا اور محمدؐ پہ ایمان لائے  
 ملا حکم "قَاصِدٌ بِمَا تَوَمَّسُوا" کا  
 کہ ہشیار ہو جاؤ سن لو خدا  
 عذابِ شدید آئیگا ورنہ سب پر  
 یہ نیل ہے اک روز جانی والی  
 تمہیں ہو گا وہ بار خالق میں جلا  
 تمہیں بلکہ جھوٹا بنائیں گے اس دن  
 ڈر دیا وہ اس دن کے قمر خدا سے  
 ہلاکت ہو تجھ پر اُسے سنایا  
 گورے پمیر بہ باور نہیں ہے

پیالہ جو تھے بولسب کا پئے سب  
 ہوا گو کچھ افسوس۔ ہمت نہ رہے  
 گلی راستے میلے بازار میں بھی  
 کچھ آیات قرآن سناتے محمدؐ  
 خدا ایک ہے یہ جانتے محمدؐ  
 صداقت کی خوبی بتاتے محمدؐ  
 ہر اک شرک سے تھے بچاتے محمدؐ  
 بتوں کی پرستش کی کرتے مدت  
 عقیدہ غلط تھا جو ان مشرکوں کا  
 یہ تپھر تمہارے ہی تو سگھڑے ہیں  
 اب ان تپھروں کی پرستش کو چھوڑ  
 نہ مخلوق کو پوجو خالق کو پوجو  
 مرا دین جو مانگو تو اپنے خدا سے  
 نہ کھیلو جو دور بھاگو زنا سے  
 قریش اس کے بے ہن کرتے شرارت

وہاں جو قریش آئے تھے چلے گئے سب  
 جناب محمدؐ خدا کے سہارے  
 کیا کرتے تبلیغ خالق پرستی  
 خدا کے غضب سے ڈرتے محمدؐ  
 یقین نبوت دلاتے محمدؐ  
 تو وعدے کا ایسا کھاتے محمدؐ  
 دنیٰ کا تھے پردہ اٹھاتے محمدؐ  
 خدا اور کاوش کی کرتے مدت  
 جناب محمدؐ کا ارشاد یہ تھا  
 نہیں بولتے کچھ بنے بت کھڑے ہیں  
 بنایا ہے جس نے تمہیں پوجو اسکو  
 دیا ہے تمہیں رزق رازق کو پوجو  
 وہ آسان کرتا ہے مشکل دعا سے  
 پوجو جھوٹے اور مکروہ دعا سے  
 وہ سب پکڑ دیتے تھے سخت ازیت

وہ حضرت کے رستے میں کانٹے بچھاتے  
 محمدؐ کو سب مارتے اینٹ پتھر  
 وہ بیدار کرتے تھے جب نگہاری  
 کوئی ساحرا کوئی مجنون کہتا  
 ادھر آگے کہے کہ یو جو خدا کو پو  
 اُدھسے تھے ہی بولب غل کرتا  
 جہالت کے پستے کا شور سطح کا  
 نماز آپؐ پڑھتے وہ کرتے شقاوت  
 جناب محمدؐ جو سجد میں جاتے  
 نماز آپؐ پڑھتے تھے عقبہ نے اگر  
 پھر اس نے دسے اُسے چادر کو کھینچا  
 عرب کی وہ دھوپا در پھر دوپہ کی  
 غریبوں غلاموں کو مشرک ستاتے  
 کبھی پیٹ پر لکھتے تھے بھاری تھپڑ  
 کبھی پاؤں میں باندھ کر سی ظالم

کبھی تالیان دیتے سیٹی بجاتے  
 کبھی سر تھا زخمی کبھی جسم لہر  
 تن پاک سے خون ہوتا تھا جاری  
 سدا بولب آپؐ کے ساتھ رہتا  
 بڑا شرک ہے بت پرستی کو چھوڑو  
 تم اپنے بزرگوں کے مذہب پہنا  
 رہ حق سے لوگوں کو بہکائے لکھتا  
 تن پاک پر ڈال دیتے غلاطت  
 دبا دیتے وہ اونٹ کی اُبھڑی سے  
 لپیٹی گلے مبارک میں چادر  
 کہ گھٹنوں کے بل گر پڑا حق کا پیارا  
 زمین جیسے جلست ا تو گرم ہوتی  
 انھیں دھوپ میں ریت پے چٹاتے  
 دباتے تھے ظالم کبھی پاؤں کھسک  
 انھیں کھینچتے پھرتے کرتے مظالم

زمین پر تھے انکارے ظالم بھپاتے  
 کبھی لوہے کو آگ میں لال کر کے  
 یہ سب سختیاں ذلتیں وہ اٹھاتے  
 وہاں منہ گالی تھی دل میں حسد تھا  
 نہ کیوں ہوتی باطل پرستی سے نفرت  
 اذیت سے گو جان پر آہنی تھی  
 وہ کہتے تھے چاہے ہم مار ڈالو  
 وہ عیسیٰ کے پیرو نہ تھے چل دیے جو  
 تھے دین خلیل خدا کے مسیحا  
 محکمہ پیر و تھے جانین لڑاؤین  
 فدا یاں اسلام ہر ظلم سے  
 مگر اس سبب سے بہت ہی تھے بدل  
 یہی بیخ و غم تھا اسی کی تھی حسرت  
 فقط عورتیں چار اور مرد گیارہ  
 قریش اس سے واقف ہوئے کی شہادت

غریبوں کو اس آگ پر چپٹے لٹاتے  
 شقی اس سے بیچاروں کو داغے تھے  
 جو تھے بد زبان گالیان اُنکی کھاتے  
 یہاں دل میں حق تھا زبان پر اُچھا  
 کہ رگ لگ میں حق کر گیا تھا سریت  
 مگر دل میں جو ٹھن گئی تھی ٹھنی تھی  
 نکلتا نہیں دل سے اسلام اب تو  
 عدد لیگئے سولی پر جون ہی اُنکو  
 وہ فرش لگ کا بیج پھولونکی ہوتا  
 سبھی جان نثاری کی شانیں کھائیں  
 وہ ان سختیوں پر بھی سکے میں بہتے  
 فرائض ادا کرنا تھا سخت مشکل  
 اسی وجہ سے حبیبؑ حضرت  
 حبش جا رہے کر کے ہجرت گوارا  
 دیے قیمتی تحفے بھیجی سفارت

سفر میں نے جا کر یہ کی عرض شہر  
 انھیں شاہ اپنے یہاں سے نکالے  
 مسلمانوں کو بادشاہ نے بلایا  
 مناسوۃ مریم اُن سے جوش نے  
 کہا شاہ نے صاف اُن سے "سفر  
 جھا کرتے ظالم و فاکرتے احمد  
 بھلا چاہتے تھے بُرا سنتے اُن سے  
 مگر گلہ حق تو درد زبان تھا  
 وہی دودل میں وہی فوج دین  
 قریش ایسی جانبازیوں پر حیران  
 وہ حال آپکا اپنا سا جانتے تھے  
 بہم مشورہ کر کے پیغام بھیجا  
 ریاست اگر تلے کی چاہتے ہو  
 اگر رکھتے ہو خواہش جاہ و ثروت  
 اگر حسن صورت کی ہے جاہ تم کو

یہاں بھاگ آئے ہیں مجرم ہمارے  
 نہیں تو ہمارے ہی کرتے حوالے  
 تو جھوٹے نے سب ماجرا کو سنایا  
 تو آنسو لگے اسکی آنکھوں سے بہنے  
 یہ مظلوم ہیں سب ونگا میں تم کو  
 دعا کرتے ظالم دعا کرتے احمد  
 دعا دیتے تھے بد دعا سنتے اُن سے  
 لگی دکھی بھتی یہ ممکن کہاں تھا  
 وہی جوش دل میں ہی شوق دلیں  
 کھرے کو سمجھتے تھے کھوٹا وہ نادان  
 طلبگار دنیا ہی کا جانتے تھے  
 محمد تمہاری یہ باتیں ہیں بجا  
 بنالینے ہم سب میں اپنا تم کو  
 تمہارے لیے جمع کر دیئے دولت  
 بہت ہی حسین لڑکیاں ہیں لیلو

سوا اسکے جو چاہتے ہو بتاؤ  
 ہمارے بزرگوں کو کہتے ہو احمق  
 یہ ترغیبیں لیکن نہ کچھ کام آئیں  
 وہ آیات جنہیں ہے توحید باری  
 خدا ایک ہے لو اسی سے لگاؤ  
 کہا تم مخالف ہو کیا اسکا غم ہے  
 نہ ہوں میں فرشتہ نہ بیٹا خدا کا  
 میں ہر طرح یہ کام پورا کر دینگا  
 جواب اس طرح کا جو حضرت پر پایا  
 مجھے آپ کے خون کے اور پیسے  
 ہر ایسے بوجھل کو یا عیسیٰ کو  
 ادھر وہ عمر جو بہت منچلے تھے  
 ہوئے یہ خبر راہ میں سُنکے حیران  
 یہ سنئے ہی خواہر کے گھر پہنچے بہم  
 بہن اور ہنوی کو اتنا مارا

مگر اب تم ان باتوں سے باز آؤ  
 بتوں کی بُرائی بھی کرتے ہو حق  
 محمدؐ نے آیات قرآن سنائیں  
 وہ آیات جنہیں یہ ناکید باری  
 نہ اسکا شریک اب کیسے بتاؤ  
 خدا کا ہے کام اسکا مجھ پر کرم ہے  
 رسولؐ خدا ہوں میں بند خدا کا  
 نہ پورا ہوا تو اسی میں مرونگا  
 تو پھر مشرکوں کو بہت غصہ آیا  
 دعا کی یہ حضرت نے اک دن خدا سے  
 کہ ان مشرکوں میں بہن یا مورو  
 محمدؐ کا سر کاٹنے کو چلے تھے  
 بہن اور ہنوی لے آئے ایمان  
 بہن اُنکی قرآن پڑھتی تھیں اُسے  
 کہ وہ دونوں کا زخمی ہوا جسم سارا

کہا جان لیلو تو کچھ غم نہیں ہے  
 یہ سکر عمر کو بہت درد آیا  
 اُسے پڑھتے ہی یہ ہوئی بقراری  
 محمدؐ کی خدمت میں مستانہ پہنچے  
 مے حق پرستی سے سرتار پہنچے  
 عرق تھا ندامت سے ہر مے تن میں  
 جو حضرتؐ نے پوچھا کہو کیسے آئے  
 ”خدا اور محمدؐ پہ امیان لایا  
 ”میں پہلے تھا حضرتؐ کا سر لینے والا  
 دعا و ناک لائی میست بول ہو کر  
 ہوئی اسے اسلام کو اور رزق  
 جب اسلام کو بڑھتے دیکھا تو باہم  
 ستائینگے اب ہاشمی خاندان کو  
 کوئی چیز پاس اُنکے جلنے ندینگے  
 کبھی بس دینا بنے اُنسے کرنیگے

نہ چھوڑینگے اسلام اب نشین ہے  
 وہ سورہ جو پڑھتے تھے اُنسے منگایا  
 شہادت کا کلمہ ہوا دل سے جاری  
 جہان شمع ہو کیون نہ پروانہ پہنچے  
 ندامت سے مثل گنہگار پہنچے  
 جلال نبوت سے لرزہ بدن میں  
 عسکر شریہ کی عرض تب سر جھکا لے  
 تری نذر کرنے کو ہوں جان لایا  
 اب ان قدموں پر خود ہوں سر دینے والا  
 کہ قاتل خود آیا ہے مہستوں کو کر  
 جلے مشرکین اور دل ہو گیا شوق  
 لکھا قسب یلون نے یہ عہد محکم پر  
 مٹائینگے اب ہاشمی خاندان کو  
 انھیں کچھ بھی اب پینے کھانے ندینگے  
 تہستہ رہینگے وہ بھوکوں مرینگے



قرابت تو ہم اُن سے اب کیا کریں گے  
 حوالے نہ کر دین محمدؐ کو جب تک  
 جو شعب ابوطالب اک کوہ میں تھا  
 ہر اک طرح معذور و مجبور حضرتؐ  
 کبھی طبع کے تپوں ہی پر بسر کی  
 یہ حضرتؐ نے پھر ہو کے مضطر دعا کی  
 مری کو ششدر بین اثر سے خدایا  
 پڑی پھوٹ اُن میں مٹا اُنکا ایک  
 ہے چند ہی روز امن و امان سے  
 یہ موقع ملا تو قریش ستمگر  
 بہت عاجز آئے تو یکے سے حضرتؐ  
 وہی کئے والوں کی سی بدسلوکی  
 سہین سختیاں جو اُنکے اٹھائے  
 ادھر تھی تبلیغ تکذیب ادھر  
 قریش سطح راہ پر آتے ہیں کب

انھیں پاس بھی اپنے آنے نہ دینگے  
 سرکار اُن سے نہ رکھینگے تب تک  
 وہیں ہاشمی خاندان جا کے بیٹھا  
 ہے تین سال اس میں محصور حضرتؐ  
 نہ وہ بھی ملے۔ غم ہی کھا کر بسر کی  
 یہ قوم لے خدا ہے شریر انتہا کی  
 مری مشکل آسان کرے خدایا  
 تو اس عہد نامے ہی کو بھاڑ پھینکا  
 چچا آپ کے اُنھ گئے اس جہان سے  
 تلے لگے اور بیباک ہو کر  
 گئے طائفِ ہلام کی دینے دعوت  
 محمدؐ سے طائف کے لوگوں نے بھی کی  
 ہوا بنج تلے مین واپس پھر آئے  
 کہا اک صحابی نے خیر البشرؐ سے  
 بس انکے لیے بدعا کیجیے اب

محمدؐ سراپا تھے رحمت۔ یہ منکر  
 مگر ضبط کر کے کہا صرف اتنا  
 رئیس قبیلہ جو حج کرنے آتے  
 انھیں دعوتِ اسلام کی دیتے حضرتؐ  
 ہوتے چند اہل مدینہ مسلمان  
 مبلغ بھی درکار تبلیغ کو تھا  
 مینے میں تھا ذکر اسلام گھر گھر  
 مینے سے جو لوگ حج کرنے آتے  
 بتاتے وہ سب ک نشان نبوت  
 ہوا مشورہ یہ کہ کچھ لوگ جائیں  
 بہتر تھے مرد اور تھیں عورتیں دو  
 مواعید کی ختم جب گفتگو کی  
 صحابہؓ نے حضرتؐ سے پائی اجازت  
 مگر خود تھے صلی بدست قبیلہ کے  
 جناب محمدؐ پر جب وحی آئی

ہوا مسخ غصے سے بڑے منور  
 خدا آپؐ یہ کام پورا کرے گا  
 انھیں آپؐ آیات قرآن سناتے  
 کیا کرتے ان کو نصیحت ہدایت  
 ہوا آپؐ کے درد کا کچھ یہ درمان  
 تو حضرتؐ نے مصعبؓ صحابی کو بھیجا  
 مسلمان ہے خزیج وادس اگر  
 مسلمان ہو کر وہ گھرانے جاتے  
 بیان کرتے تھے سب اوصاف حضرتؐ  
 کہ میں عرض حضرتؐ مینے میں آئیں  
 مینے سے پیغام یہ لائے تھے جو  
 مینے چلین آپؐ یہ آرزو کی  
 تو پھر کی مینے کو کشتی ہجرت  
 ہے منتظر آپؐ حکم خدا کے  
 اجازت مینے کو ہجرت کی پائی

جناب ابو بکر کو تب خبر کی  
 ادھر مشرکین عرب نے جو دیکھا  
 کیا مشورہ یہ کہ کچھ لوگ جائیں  
 خبر ہو گئی آپ کو پہلے ہی سے  
 چڑھائی ہے کفار کی میرے گھر پر  
 مے پاس امانت ہے لوگوں کی یہ لو  
 گئے آپ یوں سامنے سے نکل کر  
 وہ تھے کور باطن انھیں سوچتا  
 وہ مشرک جو دلترا کو تھے گھر  
 ہوئے گھر میں داخل تو دیکھا علی کو  
 جناب ابو بکر کو ساتھ لیکر  
 وہ پھر فور کے غار میں ٹھہر جا کر  
 یہاں تک کہ اُس غار پر پہنچے وہ سب  
 تنا غار کے منہ پہ مکرئی نے جالا  
 یہ ویرانہ پن دشمنوں نے جو دیکھا

مجھے خوش وہ تیاریاں کین سفر کی  
 کہ اسلام کا زور ہے بڑھتا جاتا  
 محمدؐ کا گھر گھیریں سرکاٹ لائیں  
 بلا کر کہا یہ جناب علی سے  
 یہیں لیو تم اور وہ کر میری چادر  
 میں پھر آنا انھیں پہلے دیدر  
 ننگ آنکھ سے جیسے جلے نکل کر  
 پیغمبر کا یہ اک کھلا معجزہ بھٹا  
 بتایا شیطان نے حال اُسے  
 بہت ڈھونڈا لیکن نہ پایا نبیؐ کو  
 روانہ ہوئے رات ہی کو پیغمبر  
 عدد بھی چلے جاتے نقش قدم پر  
 وہاں کام یہ کر گئی قدرت سب  
 کبوتر نے اٹھے دیئے سر نکالا  
 تو نے لیا راستہ اپنے گھر کا

سنوکان رکھ کر ذرا آنکھ کھولو !  
 نخل اس قدر تھے قریش مستمگر  
 محمدؐ کو یا تو اب بکری نہ ہی کو  
 تو تھو اونٹ انعام ہم اسکو دینگے  
 سراقہ چلے حرص انعام میں تب  
 وہین کھائی گھوٹ نے ٹھوگر گرتے  
 پھر انعام کا لالچ اُن کو سمایا ؛  
 مگر گھٹنوں تک دھس گیا اُنکا گھوڑا  
 ہوئی پست ہمت انھیں خوف آیا  
 خطا کی معافی بھی چاہی امان بھی  
 یہ بے مثل تھا خلق شاہ امم کا  
 چلے تھے بریدہ بھی انعام لینے  
 ہوئی یعنی حضرتؐ جب ہمکلامی  
 ہوئے خود مسلمان اور انکے اخوان  
 مہینے میں تھا انتظار محمدؐ

نبوت کا تھا معجزہ یہ بھی یاد  
 دیا اشتہار ایک بیزار ہو کر  
 گرفتار کر کے یہاں لائے گا جو  
 سب اعزاز و اکرام اُسکا کرینگے  
 مگر جا کے پہنچے قریب صبح کے جب  
 چڑھے گھوٹ پر بکریہ لیکن پھر نہ  
 تعاقب میں حضرتؐ کے گھوڑا بھلیا  
 زمین نے جو پکڑا نہ چھوڑا نہ چھوڑا  
 ہوئے حاضر اور ماجر اسب منایا  
 وہاں دیر کیا تھی سند اُنکو کھڑی  
 اس آفت میں دشمن پلطف و کرم تھا  
 مگر پڑ گئے اُنکو لینے کے دینے  
 تو جاتی رہی اُن کی وہ ساری خامی  
 ہوئے اس قبیلے کے شتر مسلمان  
 تھے سچے سچان شاعر محمدؐ

مدینے میں تو دھوم ایسی مچی تھی  
 مدینے کو سکے پہ حاصل شرف تھا  
 مدینے میں قشربین لاتے ہیں حضرت  
 ملک سے تھیں جو رین بھی کرتی نظر  
 زمین اور تھی آسمان اور ہی تھا  
 عجب جوش پر تھی بہار مدینہ  
 یہودی نے اک قلعے سے یوں پکارا  
 سچے تن پہ تیار انصار نکالے  
 ہوئے جمع پر وہ نشین چھتوں پر  
 جو کئی بچوں بوڑھوں نے بھی پیشوائی  
 نگاہیں بڑھیں آگے یا بڑھ گئے دل  
 وہ اللہ کے ہاں اک نعرہ مارا  
 مدینے میں جان آگئی ہر بدن میں  
 محمدؐ کی خوشبو سے مثل گلستان  
 یہ کہتے تھے فخر یہ سب کے پایے

کہ گویا ہر اک گھر میں شادی رچی تھی  
 مدینے میں یہ غلغلہ ہر طرف تھا  
 مدینے کی عزت بڑھاتے ہیں حضرت  
 مدینے کے ذمے تھے نکھون کے تارے  
 مدینے پر سب کو گمان اور ہی تھا  
 مدینہ تھا اُسدن غار مدینہ  
 وہ آپہنچا دیکھو پتھر تھسارا  
 میسج کے لینے کو سہار نکالے  
 خوشی کے سب شعار گانی تھیں ملکر  
 نظر آ رہی تھی خدا کی خدا فی  
 خدا جانے سبقت ہوئی لکڑی حاصل  
 کہ بس گنج اٹھا شہر کے کا سارا  
 دلوں کی بھی کلیاں کھلیں اس چمن میں  
 معطر تھیں ساری مدینے کی کلیاں  
 یہی ہیں محمدؐ سید ہمیر ہمارے

جو موصوم تھیں لڑکیاں دفن کیا تھیں  
 مینے میں ہر دل کا ارمان آیا  
 مینے میں اس شان سے آئے حضرت  
 نگاہوں میں شفقت لبوں پر تبسم  
 مینے میں یہ کام تھا سب سے افضل  
 زمین و تیمون کی تھی اُن سے پوچھا  
 خوشی سے زمین دیتے تھے ہر مسجد  
 ہوئے جب وہ رضی تو قیمت بھینڈی  
 صحابہ کے ساتھ ایک مزدور بن کر  
 مشقت مصیبت بڑی جو اٹھالی  
 وہ مسجد بنی جس میں انہیں نہ چونا  
 مہاجر تو مکے سے نکلے تھے چھپر  
 نہ لائے تھے کچھ ساتھ سامان مہاجر  
 وہ اہل مدینہ کے مہمان تھے سب  
 حبیب خدا نے یہ سوچا طریقہ

محمدؐ ہے مہمایہ اچھایہ گاتین ہ  
 مدینے میں جان آئی ایمان آیا  
 کہ ہر ہر قدم پر برستی تھی رحمت  
 حلاوت وہ دل تھی طرز تکلم ہ  
 ہوئی فکر مسجد بنانے کی اول  
 بقیت رضی یہ تم دو گے آیا ہ  
 نہ ہم لینگے قیمت یہ لڑکوں کی تھی ضد  
 بنالی وہیں مسجد اک کچی پہ سکتی  
 وہ شاہ دو عالم بھی ڈھوتا تھا پھر  
 خوشی یہ بڑی تھی کہ مسجد بنالی  
 تھی اسلام کی سادگی کا منو نا  
 سب بابہ چھوڑ آئے تھے گھر پہ  
 فقط لائے تھے جان و ایمان مہاجر  
 جو انصار تھے جسم تو جان تھے سب  
 کہ قائم کیا ایک اخوت کا رشتہ

ہما جرتھے جتنے اور انصار جتنے  
 یوہن وودو کی جوڑاک اک بنائی  
 پیہم سے اپنے جو پائی ہدایت  
 دکھا کر گھر اور گھر کا اسباب سارا  
 پھر ان لوگوں میں حسبِ مانی  
 کہ انصاری اُسدن سے مرثا توتی  
 موخاۃ کا رشتہ تمید اک تھا  
 جو مہمان سے ہمدی انصاری کی  
 نہ باقی رہی جب اعانت کی حث  
 مسلمان اُسدن سے جب کئی مرثا  
 کچھ ایسے تصو میں بہتے تھے حضرتؐ  
 نکیتے تھے یا تین کبھی بے ضرورت  
 بہت تیز ہوتی تھی رفتار حضرتؐ  
 الگ ہوتا ہر فقرہ کہتے مکرر

لیا ایک اک شخص ان دونوں میں  
 یہ فرمایا تم دونوں ہو بھائی بھائی  
 تو وہ بھائی بھائی میں حقیقت  
 کہا آپ کا آدھا آدھا ہمارا  
 یہ رشتہ ہوا ایسا رشتہ حقیقی  
 ہما جرتھی کو جائداد اسکی ساری  
 کل اغراض اسلام کے کچلے کا  
 وہ تیار خ عالم میں بے مثل دیکھی  
 عزیزوں کی توریش کی اُتری آیت  
 تو مال اسکا ہوتا تھا مال اقربا کا  
 کہ گویا تفکر میں بہتے تھے حضرتؐ  
 متانت سے چپ بیٹھتے تھے حضرتؐ  
 نہایت دل آویز گفتار حضرتؐ  
 کہ ہو جاتا تھا نفس سامع کے دل پر

کچھ ارشاد فرماتے جب بن کے سرور  
جو تھا تول حضرت ہی فعل حضرت  
جو اخلاق کے نکتے سب کو سکھاتے  
وہی تھا جو اخلاق قرآن میں ہے  
خدا نے بڑا مہربان اُن کو پایا  
وہ اپنا پرایا ہو یا دوست دشمن  
بے اور چھوٹے غریب اور تو نگو  
وہ اخلاق عالی تھا اور عام پایا  
وہی صلح میں اور وہی رزم میں تھا  
وہی سوز میں تھا وہی ساز میں تھا  
ہر اک پر تھا حضرت کا لطف و عنایت  
نصیحت تھی الفت غریبوں کو  
و عاتقی کہ مسکین رکھنا خدا یا

نگہ آسمان کی طرف ہوتی کھش  
نمونہ تھے خود اسکا جو تھی ہدایت  
عمل اسے حضرت کا خود لوگ پاتے  
کہ خلق عظیم آپ کی شان میں ہے  
رؤف الرحیم آیہ قرآن میں آیا  
سبھی پردہ اخلاق تھا سایہ فگن  
سبھی آپ کے خلق سے تھے مسخر  
تھا ہر شخص سے اور ہر وقت ہر جا  
وہی گھر کے اندر وہی بزم میں تھا  
جو اعلان میں تھا وہی راز میں تھا  
غریبوں سے لیکن بہت تھی محبت  
میترا ہو قرب خدا تا کہ تم کو  
اٹھانا تو مسکین یا رب اٹھانا

۱۰ (انک اعلیٰ خلق عظیم (سرور)

۱۱ بالمومنین رؤف رحیم (رؤف)



خدایا یہ مجھ پر ہوا احرام تیسرا  
 غریبوں کی کرتے محمدؐ اعانت  
 ہمیشہ ہر اک کا بھلا کرتے احمدؐ  
 محل کی تلقین فرماتے حضرتؐ  
 کسی کو بُرا بھی نہ کہتے محمدؐ  
 برائی کا بدلہ نہ لیتے محمدؐ  
 نہ تھی حد محمدؐ کی دریا دلی کی  
 محمدؐ تھے بے مثل جو دو سخا میں  
 سوا اسکے جو قرض ہوتا نظر میں  
 درم اور دینار اناج اور کپڑے  
 ضرورت تھی چادر کی، ہیبت ملی بھی  
 نہوتا اگر پاس تو قرض لے کر  
 کبھی قرض بھی کچھ نہ اس وقت ملتا  
 سخاوت تھی حضرتؐ کی فطرت میں ایسی  
 مگر تھا یہ ارشاد یہ تھی ہدایت

غریبوں ہی کے ساتھ ہو خیر میرا  
 محمدؐ کیا کرتے حق کی حمایت  
 غریبوں کا خود قرض ادا کرتے احمدؐ  
 مصیبت میں لوگوں کے کام آتے حضرتؐ  
 کسی سے بُے بھی نہ ہتے محمدؐ  
 سدا درگزر کر ہی دیتے محمدؐ  
 نہ رو کرتے درخواست جا بکری  
 وہ ہر چیز دیتے راہ خدا میں  
 وہ کل کیلئے کچھ نہ رکھتے تھے گھر میں  
 موشی زمین باغ سب بانٹ دیتے  
 کسی کو پسند آئی تو اسکو دیدی  
 عطا کرتے سائل کو عالم کے سرورؐ  
 تو سائل سے وعدہ ہی کر لیتے مولانا  
 کسی سے نہیں عمر بھر تو نہیں کی  
 کہ مانگو تم بھی جب اشد ہو ضرورت

کرو تم سوال اس سے تو یہ ہے بہتر  
 نشہ و انھین تا پند اس قدر تھا  
 نماز اس لیے مختصر سب پڑھتے  
 وہ گوشہ گزینی جو ہے ترک دنیا  
 بہت اس سے بزار مچتے پیمبر  
 خدانے یہ سب کچھ جو ہم کو دیا ہے  
 تمتع نہ حاصل کریں ہم گراں سے  
 بُری بات معلوم ہوتی کسی کی  
 یہ تمیز کے ساتھ ارشاد ہوتا  
 نہوتی تھی اُس شخص کی سبب بے  
 کسی شخص سے اپنی تعریف سُنا  
 کسی نے کہا آپ ہیں سب بہتر  
 حضور آتے گھر میں تو بشارت و خرم  
 جناب محمدؐ میں تھا عدل ایسا  
 یہود اور مشرک بھی اپنے جھگڑے

کہ بچا کو کچھ می جنگل سے لا کر؛  
 نماز میں پڑھانے میں جبکا اثر تھا  
 نہ گھبراہٹ کمزور یا کام والے  
 اگر کوئی اسکا ارادہ بھی کرتا  
 یہ ارشاد فرماتے تھے سب سے اکثر  
 غنا سے اپنی کرم یہ کیا ہے  
 تو گویا نہیں قدر اور شکر کرتے  
 تو نام اُسکالے کر نہ فرماتے کچھ بھی  
 کہ لوگ ایسا کرتے ہیں کہتے ہیں ایسا  
 نہ کم ہوتا تھا اسکا احساس غیرت  
 جناب محمدؐ نہ کرتے گوارا  
 تو ناخوش ہوئے آپ اس سے نیکر  
 خوشی پھیل جاتی تھی گھر بھر اُسم  
 کہ تھا اسپر اغیار کو بھی بھروسا  
 محمدؐ ہی کے سامنے پیش کرتے

نہ مسلم کے حق میں رعایت مروت  
 ترازو کے انصاف کا کوئی پلا  
 سفارش اسامہ نے کی تھی کسی کی  
 محمدؐ کی بیٹی بھی جسم اگر ہو  
 غلام اور آقا غریب اور توانگہ  
 غلاموں پہ تھی آپؐ کی خاص شفقت  
 جو خود کھاتے ہو وہ انھیں بھی کھلاؤ  
 نہ ان کو کو تم غلام اور لونڈی  
 یہ حضرتؐ میں تھی شان همان نازی  
 ہوا کرتے کفار و مشرک بھی همان  
 جناب محمدؐ میں وہ تھی شجاعت  
 لڑائی میں تھوڑے سے ہوتے مسلمان  
 کبھی ہوتی تیرون کی بوجھار پیہم  
 وہ ہٹے اکھر جاتے سب کے قدم بھی  
 ہم فوجین مصروف پیکار زمین

نہ کچھ غیر مسلم سے کاوش عداوت  
 کیسی طرت بھی تو جھکنے نہ پاسا  
 خدا کی قسم کھا کے بولے سُنو جی  
 محمدؐ سزا و شریعت میں ہو جو  
 محمدؐ کی نظر دن میں سب کے برابر  
 یہ تھا اُن کے باپے میں ارشاد حضرتؐ  
 پہنتے ہو جو خود انھیں بھی پنھاؤ  
 انھیں اپنا بچہ کوا اپنی پہنچی  
 کہ رہتا تھا ارمان همان لوندی  
 تو اُس میں زبانی پہ رہ جاتے حیران  
 فرشتوں کو بھی جس پہ ہوتی تھی حیرت  
 تو دشمن ہزار دن ہی با ساز و سامان  
 تو گھبرا بھی جاتے مسلمان اُسد م  
 مگر باپے اقدس کو خبیث نہ ہوتی  
 کلیجوں کے جب بچھیاں پار ہوتیں

لڑائی میں تیرن کی بوجھار ہوتی  
گلے کٹتے سر اڑتے تن ہوتے زخمی  
شجاعت کے نشے میں ہوتے پامالی  
نہ فوج مقابل کو خاطر میں لاتے  
ہت مطمئن رہتے اس حال میں بھی  
ہوئی فتح اسلام جب مشرکین پر  
اُحد میں مسلمان خلافت ہدایت  
مسلمان گھبرا گئے اور ہٹ کر  
مگر چند جاننازون کے ساتھ حضرت  
یہاں تک کہ دشمن نے مارا جو پتھر  
جس میں ہو گئی زخمی اک دانت ٹوٹا  
صحابہ کہیں یہ دعا کیجئے اب  
مگر آپ کی یہ دعا تھی کہ یارب  
وہ کوہ و قارا اپنی جا پر کھڑا تھا  
لو جو چہرے سے ہاتھ اسرا سر

گرا کرتی شمشیر و خنجر کی جھلسی  
ہر اک سمت سے ندی بہتی لہو کی  
یہاں باعثِ ناز ذاتِ الہی  
نماز اس لڑائی میں پڑھتے پڑھاتے  
محمد کو تھی یاد حق سے تشفی  
جبیں نیاز آپ کی تھی زمین پر  
گرے لوٹ پر ایسے کھو بیٹھے ہمت  
محمد کے پہلو میں آئے سمت کر  
جسے یہ کہ دیتے تھے داد و شجاعت  
وہ تپھر پڑا جا کے حضرت کے منہ پر  
دہنِ خون کا ایک ذرا چھوٹا  
فرشتہ کہے کہ وہ الٹ دیجئے اب  
انہیں عقل دے ہوں مسلمان یس  
مسلمانوں کو دے رہا تھا دلاسا  
مگر کی دعا آپ نے ہاتھ اٹھا کر

زبان مبارک پہ پھر بھی یہ آیا  
 وہ اک پیر کے نیچے آرام میں تھے  
 کہا "اے محمد تم اس وقت بولو  
 معاً بول اُٹھے آپ" اللہ میرا  
 گری ماتھ سے تیغ چھنکر زمین  
 جھانچو سے پوچھا یہ سر کاٹنے تب  
 کہا "آپ سب غالبوں میں ہیں بہتر  
 شہادت کا کلمہ سنا کر نبیؐ نے  
 یہ کی عرض اُسے" نہ میں یہ پڑھونگا  
 "نہ خود آپسے اب کبھی میں لڑونگا  
 "نہونگا شریک آپ کے دشمنوں کا  
 ہوا اُس سے ارشاد خیر اب چلا جا  
 تو اس طرح کی مع حضرت کی اُسے  
 کرشمہ جو دیکھا تھا اُس درگزر کا  
 نہ دین کی خدمت میں لکھن پڑا

یہ نادان ہیں درگزر کر خدا یا  
 کہ اک کافر آپہنچا تلوار کھینچے  
 بچا سکتا ہے مجھے اب کون تم کو  
 ہوا رعب کا فزہ غالب کچھ ایسا  
 اٹھالی وہ تلوار حضرتؐ نے بڑھ کر  
 "بچا سکتا ہے کون مجھے تجھے اب"  
 جو چاہیں کریں غالب آئے ہیں مجھے  
 یہ فرمایا پڑھ لے اے صدق دلے  
 مگر آپسے میں ہوں یہ وعدہ کرتا  
 کرونگا نہ لڑنے میں امر ادا  
 اس طرح ساتھ آپ کا بھی نہونگا  
 وہ کافر جب اپنے قبیلے میں پہنچا  
 کہ لوگو محمدؐ تو اچھے ہیں سب سے  
 وہ شیدائے خلق نبیؐ ہو گیا تھا  
 نہایت خوشی سے خود اسلام لایا

قریب آگے دشمن دین کچھ ایسا  
 یہ سنتے ہی تیار ہونے لگے سب  
 وہ بے زین لکے ہی گھوٹے پر چڑھ کر  
 مقاتلہ خطر کے سبکھے بھالے  
 پلٹے آئے اور ب کی تسکین کر دی  
 محمدؐ سدا عفو سے کام لیتے  
 خدا جانے کتنے تھے حضرت کے دشمن  
 تعرض جو کرتے بھی تھے وہ کسی سے  
 اذیت نہ تھی کون سی جو نہیں ہی  
 نہ کچھ کتے ہی میں ستاتے تھے ظالم  
 مگر سب گنہگار ہو کر جب آئے  
 کروں تم سے میں کیا سلوک اب بتاؤ  
 شہنشاہ کونینؑ کشت بہشت  
 وہ کخا بے دریا کے انمول کپڑے  
 گمری بھر میں لیتے شاہ دو عالم

میں نے من اکبار کی شورا ٹھٹھا  
 حضورؐ انتظار آنا کر سکتے تھے کب  
 لگا آئے تنہا ہر اک سمت چکر  
 کہیں کے جو موقع تھے چھپان ڈالے  
 کہ نے تھی افواہ سکر خبر دی  
 نہ دشمن سے بھی بیلے کا نام لیتے  
 جو تھے جان ایمان عزت کے دشمن  
 تو اسکی خطا بخش دیتے خوشی سے  
 رہی خون کی قوم کی قوم پیاسی  
 میں نے میں چڑھ چڑھ کے آتے تھے ظالم  
 ڈالنے کو حضرتؐ بان پر یہ لائے  
 کہا خود ہی پھر سب آزاں جاؤ  
 یہی موٹے بھٹے غریبوں کے کپڑے  
 سلاطین جو بد تیاں بھیجتے تھے  
 جنان کو کر دیتے بھر فر آدم

سدھائے تھے دنیا سے جہنم حسد  
 وہ کس کو پونہ جس میں لگا تھا  
 وہ چڑے کے گدے وہ چڑے کے تکیے  
 کبھی تھی چٹانی کبھی پوریا تھا  
 جو تھی جلد تن نرم دیبا سے نکلا  
 بہت کچھ ہزاروں کو دیتے دلاتے  
 کبھی جو کی روٹی کبھی خرے ہتو  
 وہ روٹی بھی بے پھانے آنے کی ہوتی  
 نہ کھاتے تھے حضرت کبھی سیر ہو کر  
 ہنسی کے ہوتے تو عالم کے سردار  
 کسی نے کہا میں بہت ہی ہون بھوکا  
 جواب آپ کے سب گھر دن سے یہ آیا  
 نہ چو لھا جلا گھر میں دو دو دینے  
 کبھی بی بی یا بیٹی کو دیکھتے مگر  
 تو بھلے خوف خدا سے ڈرا کر

تو بانٹے تھے وہ ایک گاڑھے کا تھمد  
 و دشا لاشن شاہ کو زمین کا تھا  
 بھرے ہوتے تھے پتے روٹی کے بیٹے  
 نہ دوسرا جس پہ آرام کرتا  
 تو پڑ جاتی تھیں بھیان سٹن پر  
 مگر خود کاف کے کھانے نہ کھاتے  
 یہی بیشتر کھاتے تھے شاہ خوش خور  
 اڑا دیتے تھے پھونک کر صرٹ بھوسہ  
 کبھی کھانے کو کچھ نہ ہوتا میسر  
 رہا کرتے تھے بیت پر باز مے پھر  
 غم کرنے کچھ کھانے کو مانگ بھیجا  
 سو پانی کے کچھ نمین گھر میں کھانا  
 بسر کی کچھ روٹن پہ پاتے بیٹے  
 کہ پنے ہین وہ کوئی سچے کا زیور  
 اتر رہا ہی دیتے تھے اسکو پیسہ

کبھی صاف کر لیتے گھر بھاڑ دیکر  
 وہ سی لیتے پھٹ جاتا جب کئی کپڑا  
 محمد حسن دیار جن کا خدا تھا  
 غلاموں کنیزوں ساکین تک کا  
 جو محفل میں جاتے کہیں بیٹھ جاتے  
 مراکب جو کم ہوتے ساتھی زیادہ  
 سفر میں جو بل جھلکے کھانا پکاتے  
 وہ اپنے غلاموں کے تھے ایسے آقا  
 سین کان رکھ کر یہود و نصاریٰ  
 محمد جو شاہنشاہ دوسرا تھے  
 انھوں نے کیا تھا یہی عیش شادی  
 بہت کانپتے رہتے خوف خدا سے  
 علاوہ نمازوں کے دن رات ہرم  
 بٹے چین سے ساری خلقت تو سوتی  
 کہ انہی سے ایسی یاد خدا رہن

وہ خود اونٹ کو بانٹتے چارہ دیکر  
 وہ خود سینے جوتا اگر ٹوٹ جاتا  
 وہ بازار سے آپ لالتے تھے سودا  
 کیا کرتا کام ایک عالم کا مولا  
 گلتی جس جا وہیں بیٹھ جاتے  
 تو باری سے حضرت بھی چلتے پیادہ  
 حبیب خدا اکبر یان بن سے لاتے  
 مذکرتے تھے گوندہ دیتے تھے آٹا  
 نقص کی عادت کو چھوڑ دین خدا را  
 حبیب خدا سید الانبیاء تھے  
 کہ تباخ ویتی ہے جس کی گواہی  
 رز جاتے تھے آپ جھکڑ ہول سے  
 رہا کرتے یاد الہی میں ہر دم  
 وہ اٹھ بیٹھتے رات جب آدھی ہوتی  
 کہ تا صبح رہتے ثنا اور دعا میں



کھڑے تھے خالق کی طاعت میں شب و  
 جب اک نلکے بجاتی تھی ات باقی  
 وہ آپہنچی موسیٰ سامان سے لوگو  
 یہ فرمایا کرتے تھے میں کیا بتاؤں  
 اگر تم اسے جانتے ہو تے لوگو  
 گزارش یہ صدیقؑ نے ایک دن کی  
 حوالہ کسی سورہ دن کا دیکھ بولے  
 یہ اکبا خطبے میں فرمایا لوگو  
 سنو قریش آپ اپنی خبر لو  
 دناست نہیں میں بچا سکتا تم کو  
 کہو تو جناب محمدؐ سے بڑھ کھر  
 سے مدد نہ موڑے اللہ کو بھولے  
 ہے یہ زعم باطل ہمارا کچھ ایسا  
 پیمبر جو لگے تھے بحق سمجھی تھے  
 وہ انجیل و توریت دینی کتابیں

ورم پائے اقدس پہ آجاتا اکثر  
 صدایہ جناب محمدؐ کی آتی  
 خدا کو کرو یا دلوگو حسد کو  
 جو کچھ جانتا ہوں وہ میں جانتا ہوں  
 تو ہنتے تو کم اور بہت روتے لوگو  
 کہ اب بال بچنے لگے آپ کے بھی  
 میں بڑھا ہوا ہوں قیامت کے غم سے  
 ڈر و حسرت سے سمجھو نزدیک اسکو  
 میں تم سے بھی کہتا ہوں سیر عریض  
 خدا سے نہیں میں بچا سکتا تم کو  
 ہوا ہے کوئی اس جہان میں پیمبر  
 بچا لینے حضرتؐ ہم اسپرین پھولے  
 غلط ہے عقیدہ نصائے کا جیسا  
 خدا کے رسولؐ اور پیغمبرؐ نبی تھے  
 ساری سبھی تمہیں خدا کی کتابیں

یا اسلام لیکن خدا کی ہے رحمت  
 اس اسلام میں جہد و جویان ہیں  
 تعصب سے خالی ہیں جن لوگوں کے دل  
 ہے اسلام میں جتنی پرہیزگاری  
 یہ ہمدردی انسانی اُسے سکھائی  
 سدا خیر خیر است کہتے رہو تم  
 غریب اور بیکس مسلمان بھائی  
 نکالو زکات۔ اُن کو دیتے رہو تم  
 کرو اپنے مان باپ کی پوری عزت  
 نہ تھا کچھ زمانے میں حق عورتوں کا  
 کہ نسوان کے طبقے کی بھی حق رسی کی  
 وہ نیچ اونچ ذات اور چھوٹی بڑائی  
 غلام اور آقا براہمین و دونوں  
 امیر اور غریب اور سب دھوبی نامی  
 مردگار بیوہ کا ہونا سکھایا

یہی ایک مذہب ہے بس میں فطرت  
 کسی اور مذہب میں اتنی کہاں ہیں  
 کئی خوبوں کے تو ہیں وہ بھی قائل  
 کسی اور مذہب میں کہے وہ ساری  
 ہر اک آدمی سے کرو تم بھلائی  
 بھلائی کی ہر بات کہتے رہو تم  
 ہر سے ہیں محتاج حاجت مانی  
 خدا سے صلہ اسکا لیتے رہو تم  
 محبت کرو بلکہ اُن کی اطاعت  
 وہ اسلام دنیا میں مذہب سے پہلا  
 برابر ہی مردوں کے اُن کو جگہ دی  
 سب اسلام نے خود پسندی مٹائی  
 خدا کے ہیں بندے برابر میں دونوں  
 مسلمان اگر ہوں تو ہیں بھائی بھائی  
 یتیموں پہ احسان کرنا بتایا

کرو جا نور پر بھی تم مہربانی  
 کسی سے اگر کوئی وعدہ کرو تم  
 تحمل حیا صبر اور بردباری  
 توکل قناعت سخاوت شجاعت  
 تواضع مدارات همان نوازی  
 وفاء رحم خلق اور شکر عنایت  
 یہ سب پایا اسلام ہی کی بدلت  
 بڑا جب ہے فرض حاجت پدینا  
 طمع اور اسراف پر کی ملامت  
 وغنا جھوٹ غیبت سے بکو بچا یا  
 شراب اور ہر چیز جہے نشے کی  
 بری رسم دختر کشی کی مٹادی  
 زنا اور عیاشیوں سے بچا یا  
 یہ اسلام نے سب کو تسلیم ہی ہے  
 کبھی بدل لینے کی خواہش نہ کرنا

بتائی یا انسانیت کی نشانی  
 بنے جس طرح انکو پورا کرو تم  
 ادب صلح صدق اور کفایت حیا  
 بہم اتفاق اور سچی محبت  
 اخوت کرم عاجزی رست بادی  
 صفائی طہارت عبادت یا ضمت  
 کہ جس سے مسلمانوں کو فضیلت  
 حرام اُسے ہے کر دیا سولینا  
 اتفاق اور چنپی کی ہے کی مدت  
 غرور اور نخوت سے بکو بچا یا  
 بڑائی بتا کر حرام اُسے کر دی  
 جو بھی اکٹھے سے ملکون میں جاری  
 جہے اور اوباشیوں سے بچا یا  
 جو سب مہیوں سے زیادہ سخی ہے  
 نہ رکھنا کبھی کینہ کاوش نہ کرنا

شقاوت غنیمت ظلم اور عیب جی  
 ہر اک صلیب زمین سے ایسی بُری ہے  
 ان اوصاف ہی سے یہ فضل و شرف تھا  
 دل و جان سے قربان تھیں خدایا  
 زورِ عیب و عجب و سطوت ہے  
 خدا کے کرم سے محمد کو پایا  
 وہ اخلاق اسلام کا مہر چمکا  
 نہ صرف ایشیا بلکہ ہر عظیم  
 بیٹھنے لیگے اور عرب کے جو درے  
 کیا اُن کے کسبیا پھر تو سب نے  
 زمانے میں جب بادِ رستِ خیر تھی  
 اتن مرودہ یق علم کے جان دالی  
 ان پر علم و حکمت کا کھولا جو توڑا  
 نہ مانی کو علم و ہنر وہ کھایا  
 طبعی زہرِ عیب کے سبب لکھا ہے

جفا بخل بدگوئی اور ترش روئی  
 کہ نفرت کے اسکل جو آدمی ہے  
 کہ شہرِ مسلمانوں کا ہر طرف تھا  
 کہ تو نے مسلمان ہم کو ہٹایا  
 اس اسان پر جان اپنی فدا ہے  
 محمد نے ہم کو خدا سے ملایا  
 کہ جاگا نصیبِ عرب اور عجم کا  
 دہی کی بدولت ہوا شاہِ دوزم  
 ہوئے آفتاب اور دنیا پہ چمکے  
 نہ بھولیں وہ احسان کئے جو عرب نے  
 مسلمان تب اہل علم و ہنر تھے  
 کئے انتظامات ملکی و مالی  
 ہوا اک طرف سے جہالت کا توڑا  
 کہ دم اسکا بھرتا ہے اپنا پرایا  
 تجار کے سے ہر اک کو تباہ ہے

وہ صنعت کے موجدہ حرفت کا باعث  
 یہ اخلاق اسلام نے یاد رکھا  
 حقوق ان کے ملکی برابر دیے  
 وہ تعلیم دہانی اسلام نے دی  
 فرنگی نہ حق ایک نہ کرمون نکھے  
 ہمیں دولت علم دین کے تھے قائم  
 یہ کتب و فرآج جو دانشوں میں  
 نصیب سے یہ قول ہے جاہلون کا  
 مسلمان بنانے میں سختی جو ہوئی  
 گواہ اسلام توبہ اثر ہے  
 یہ اسلام شیعہ حین کی پھیلا  
 نہ تلوار ماری نہ برجھی نہ بھلا  
 مرتعین میں اوراق تاریخ جس سے  
 کہ غرناطہ سے دہلی تک ہم ہی ہم تھے  
 ہمیں جن کبھی تھے جو نامی گرامی

ہوئے کہ زمانے کی رحمت کا باعث  
 کہ مفتوح کا دین آرا نور رکھا  
 جو حصول شاہی تھے کم کر دیے  
 تمدن نے بھی پائی جس سے ترقی  
 ہمیں سہ سال تھو سال تک تھے مسلم  
 عرب ہی کے سات فیض و نیکین  
 کہ اسلام شیعہ کے دور سے پھیلا  
 تو اقرار اسلام ہو ماز بانی  
 مدار اسکا صدیق بالقلوب ہے  
 انھیں کی شیعہ کا ڈھیر پڑا تھا  
 فقط حسن اخلاق نے جاہل والا  
 جو منصف میں نہ کر نہیں ہوئے اس سے  
 یہ باتیں ہیں انکی جو خیر الامم تھے  
 مگر انہو کو کہتے ہیں سبکی غلامی

دہی ہم ہیں لیکن ہم اب نہیں ہیں  
 عقیدہ یہ یسوں کا سنئے خدا  
 اثر ہے یہ تقلید یورپ کا ہمارا  
 مسلمان انگریز تو ہیں کچھ ایسے  
 نہیں جاؤ اسلام میں سو خواری  
 وہ اگلے مسلمان جتھے تو انگو  
 پچاسوں ہی فرقے اب اسلام کے ہیں  
 عقائد خلاف اد مسائل میں حجت  
 امیر اور غریب اور پٹھے لکھے جاہل  
 غریبوں کی کہ ہے امیرون کو پڑا  
 پکاج کے اکثر مسلمان رکے  
 بڑوں کا ادب جانتے ہی نہیں ہیں  
 بزرگوں کی جائزہ لاتین کرینگے  
 اگر بھوکو بھی ٹپے بوڑھے گھر کے

جھٹھے آسمان زندہ زیر زمین ہیں  
 ترقی کو مانع ہے مذہب ہمارا  
 یہ مذہب نصائے کا ہے یا ہمارا  
 جو انوس کر کر کے ہیں کہتے رہتے  
 اسی سے ہے اخلاص میں قساری  
 تو کیا سود ہی کھاتے تھے بندہ پرور  
 نہیں کام کے ہیں فقط نام کے ہیں  
 کئے کافر اک دوسرے کو یہ عادت  
 ہر اک فرقے میں لوگ ایسے ہیں شامل  
 پٹھے بھکون کو جاہلون سے غرض کیا  
 رخصت سے چلتے ہیں کیا کیا کر کے  
 نصیحت کجروا مانتے ہی نہیں ہیں  
 وہ انگریزی اردو میں ہائین کرینگے  
 کہیں کوئی بھی دین کی بات نہ کرے

یہ بھی نہ دیکھنا تو کلاک (گھڑی) میں ٹائم (وقت) کہا ہے

تو نہیں ہنسکے اُن سے بہن بچا بچتے  
 وہ کیا جانیں کیا ہے نماز اور روزہ  
 نماز اور روزہ کا ہو گھر میں چرچا  
 انھیں کن اسلام کی کیا خبر ہے  
 نہ خوف خدا ہے نہ پاسِ رسول اب  
 خدا کی عبادت کرے جبے نادان  
 ولایت گئے اور واپس جو آئے  
 نزا کہ صبا حستے ہے اپنے بن  
 مزہ کو رٹ شپ کا طلسم کس بنا تھا  
 انھیں کو ہے دو بھرسی اولاد انکی  
 جدھر نیے ایسے انھیں کی کہانی  
 کھلین چند ہی نین میں نکھیں تو سوچا  
 وہ انگریزی فیشن کا سبیل ٹھا  
 غریب و محتاج و نکاتے جائیں  
 موفلس ہی ایم لے لے بی بھی نہیں

وہ بہن اولادِ فل انکو بالکل سمجھتے  
 وہ اٹھ بیٹھ ہے تو یہ موجدِ فاقہ  
 تو نے یہ عمل کئے دل کو بھی پرچا  
 ہوئی جیسی تعلیم و یا اثر ہے  
 ہر اک کن کن میں کہیں کہتے فضول اب  
 قلاویز اکھلتا ہے وہ مسلمان  
 تو لندن کا تھنہ وہ اک نیم لائے  
 کسی دسے کی ہو وہ ہے تو فرنگی  
 وہ تھوڑا خوش دلیں کہ بوتل میں سوڈا  
 جوانی ہے اب مفت باد انکی  
 نہ انگریز پوچھے نہ ہندوستانی  
 ولایت کے سوے میں ہتا ہو گھلا  
 ہزار دن کما میں ہزار دن ادا میں  
 احاطے میں بنگلے کے آنے نہ پائیں  
 لے زندہ رہنے کا حق ہی نہیں ہے

مسلمان بھائی ہیں ڈپٹی کمشنر  
 کیف شرٹ کے ہیں کلائی کی نیت  
 کروں میں ضوادر کلفٹ و جلی  
 مری مانگیں تو جھڑی تیار ہے ہیں  
 نہاد ہو کے کپڑے پہنتا ہوں جتناب  
 پڑھوں ظہر میں بائین کھاؤں ڈھک  
 نہیں عصر و مغرب کچھ خوب درش  
 عشا میری بلیر ڈھیل کا چکر  
 نمازین کلب بن میں جاتی بلاست  
 کلب لے لے کہتے ہیں طنز نیہر  
 مسر..... کو ہوں اب میں کھاتا  
 انھیں انٹروڈیوس کرنا وہاں ہے  
 مسلمانوں سے کہنے کو عند ہیں سب  
 نہ پاپا نے دینی کتاب میں پڑھائیں  
 لو کہیں ہی سے جھکوا نگلش پڑھائی

وہ اک وز کہنے لگے ہم سے کھلو  
 گلو گیر کھائی کالہ کی زحمت  
 تو سوسائٹی مجھ پہ انگلی اٹھائے  
 نماز ایسی حالت میں کیونکر پڑھوں  
 نکل آتا ہے روز سوئچ بھی تریک  
 یہ دکام ہوں ایک ہی وقت کیونکر  
 اچھل کو ڈینس میں مرغوب زرش  
 بتاؤ پڑھوں کیب نماز اور کیونکر  
 میں سوسائٹی سے ڈرن یا خداست  
 مسر..... کو نہیں ملاتے مسر  
 بہت وقت میرا ہے اس میں بھی جاتا  
 یہی فکر اب ات دن ہر مان ہے  
 پرائیوٹ ملی کتاب ہوں میں تم سے یاب  
 نہ مذہب کی باتیں مجھے کچھ بتائیں  
 پھر اسپر ہوا میں نے لندن کی کھائی



کرین پاک وہ گھر کو گور جب آئے  
 نماز ان کو آئے نہ رزہ وہ کھین  
 پین اور پین شراب اور گنا  
 گردن سلمان بھائی ہیں جاہل  
 سلمان مسکین ہیں آج لاکھوں  
 جو مرتے ہیں بھوکوں تو مٹے ہیں  
 کوئی مت عشرت کوئی نخوت  
 وہ اسلام تو ہو گیا ہے فساد  
 نہ بچوں کی پروانہ جو دکا غم ہے  
 سلمان کرین حاکموں کی حاجت  
 وہ سب کرباس کا زنجیر ہیں  
 جو اکیلے چاہے چوری کریں  
 پکات یہ کہتے ہیں ابو جباری  
 خواص ایسے ہیں اچھے میں کھلاڑی

نہ کھائیں نہ کھانا کبھی بے نہایت  
 طے جو صلال اور حرام انکو چکین  
 وہ افیون اور بھنگ کا لین اجالا  
 کہ ہم لوگ انکی طرف سے ہیں غافل  
 ہیں ان شینہ کو محتاج لاکھوں  
 اگر شر کرتے ہیں کرتے رہیں سب  
 کسے اپنی تن پر وہی است ہے نصرت  
 وہی جاہلیت کا ابے زمانہ  
 سلمان کھیلین جو کیا ستم ہے  
 جو اکیلے کی وہ مانگیں اجازت  
 گورو کھین جو روکا زبور جے میں  
 جو اکیلے چاہے بھوکوں مرنے  
 ڈرین کیوں پولس ہے مڑ پڑائی  
 عوام انکے آگے ہیں باکسل ناماری

جواب بھی تو اب ایک فیشن ہوئے  
 لگاتے ہیں گھوڑو وڑ میں خب بازی  
 ہزاروں ہی کے ہوتے ہیں اے بیٹا  
 نقطہ جی بہنے کو بازی لگا کر  
 جو انوسے بوٹھے بھی کھاتے ہیں بازی  
 حدیث اور قرآن سے ہی یاد آتا  
 ابھی مرد اسلام میں ہیں ادھوٹے  
 رہیں گھر ہی میں عورتیں کیا غضب  
 نظر کرتے یورپ کی آزاد یون پر  
 جو تقلید یورپ پر مرتے ہو یا رو  
 ہو بیلیاں بیلیاں بہنیں مائیں  
 ہوا کھائیں سب پارک میں ساتھ دگر  
 پیانو وغیرہ بجا کر وہ گائیں  
 یہ محبت جو تم نے نکالی ہے صبا  
 ولوں میں لگائی نئی آگ یا رو

مہذب زمانہ مہذب جو ہے  
 کبھی لائٹری کرتی ہے دل نوازی  
 رہا کچھ نہ پاکٹ میں تو قول ہمارے  
 کلب میں بڑکے تو شطرنج گھر پر  
 تو گوئی کہ باریش بابا است بازی  
 کہ اسلام میں پردہ جائز تھا کتنا  
 جو آزاد ہوں عورتیں تو ہوں پورے  
 یہ اسلام میں پردہ کب تھا جو ہے  
 وہاں عورتوں کے کھلے کیسے جو ہر  
 مستیجے پہ کچھ غور کرتے ہو یا رو  
 کلب میں رہیں ساتھ تھیسٹر جائیں  
 کر میں کبھی ہاتھ میں ہاتھ دیکھو  
 کبھی بال میں جائیں ناچیں نجائیں  
 نئی جنگی بھیس میں پڑا لی ہے صبا  
 لنگوٹے پہ کھینو گے کیا بھاگ یا رو

اسی پرے سے کچھ ہے پردہ تہارا  
 جس اسلام کی یاد اتنی رہی ہے  
 وہ تھے کیسے لوگ اور کیا تھا زمانہ  
 وہ اگلے مسلمان مسلمان تھے سب  
 قلوب اچھے تھے نور ایمان سے روشن  
 نہ تھا تھا عسیان سے آلودہ من  
 شریعت کے پابند ہر بات میں تھے  
 سدا حاضر و ناظر اس کو سمجھتے  
 جب آنکھوں سے بھی پردہ اسلام کا تھا  
 ذرا اپنے اخلاق کا حال دیکھو  
 شراب اور گانجا ہیں پتے مسلمان  
 حیا شرم نہیں سود خواری میں کیے  
 چال اب بے مسلمانوں کا ہے  
 ہر گاون قصہ میں اب ہے لڑائی  
 ہر گھر میں جھگڑا کھیرا جا ہے

اٹھاؤ نہ اس پرے کو بھی خدارا  
 اس اسلام کا پاس کچھ اور بھی ہے  
 جسے کر دیا ہم نے خود ہی فسانہ  
 وہ اسلام پر دے قربان تھے سب  
 نہ پتھر جگو تھے نہ دل ان کے آہن  
 وہ تابع نہ تھے نفس کے مشفق من  
 حقیقت میں تھے خاص بندہ خدا کے  
 وہ جلوت میں جیسے تھے غلوت میں  
 تو پردہ بھی ایسا نہ تھا اب ہے جیسا  
 گریبان میں اپنے منہ ڈالو اب تو  
 اسی کے سہاک ہیں جیتے مسلمان  
 پھر اسپرستم کچھ فتویٰ طلب ہے  
 کہ وہ درگاہی کا پیشہ کیا ہے  
 ملے میں جب کھیتو ہے لڑائی  
 بھیجا تیم اسکا دشمن چلا ہے

کسی گھر میں بھائی ہے بھائی کا دشمن  
 جو تھی باپ دادا کی گھر میں کمائی  
 وہ ہر چیز کے واسطے ہن جھگڑتے  
 لڑائی میں وہ چیز ساری گنوائی  
 مجسم تھے خیر انکی اب ضد ہے ہن  
 وہ ہمدردی اب بھائیوں میں نہیں ہے  
 زبان پر ہے کچھ دلیں کچھ اور انکے  
 نہ ایفائے وعدہ کی پروا انھیں ہے  
 مسلمانوں نے چھوڑ دی بہت بازی  
 مسلمان کی غیبت تو اکشتغلہ ہو  
 طمع سے ہر اک امر حق کو چھپائیں  
 ہر اک بات میں ابے نا افسانہ  
 خیالات اپنے فاسد ہوئے ہن  
 پیہر سے نادم نہ اللہ سے ڈرتے  
 جو مسخرچن ایسا بھائی بن پڑھائیں

کہیں ہتی ہے باپ بیٹے میں ان بن  
 لڑے ایسے آپس میں کوڑی پانی  
 نہیں ہر جو لہا سند سے ہن لڑتے  
 عدالت میں کھوئی وکیلوں نے کھائی  
 جو مصلح تھے خود ہی وہ مفید ہوئے ہن  
 حوض اسکے اب پانی دلنشین ہے  
 منافق سے ملے ہوئے طور اسکے  
 نہ کچھ جھوٹے کہنے میں نہ ہر کا انھیں ہے  
 مسلمانوں سے اٹھ گئی دل تازی  
 کرین عیب جی فی یہی حوصلہ ہے  
 گواہی جو دین جھوٹی نہیں وہ کھائیں  
 نہیں میل جول اتفاق ان میں باقی  
 جو محمود عالم تھے حاسد ہوئے ہن  
 وہ لڑکی کو ہن نہ نہ درگور کرتے  
 نئی روشنی کی فرنگ بنائی سن

جہالت کے خمین وہ کہتے ہیں جاہل  
 اس الملاک میں باپ جو چھوڑ جائے  
 جو ہو جائے بیوہ وہ آفت کی ماری  
 بٹھا رکھیں برباد کر دین جوانی  
 نماز کج کل یا وہ پڑھتے نہیں ہیں  
 مصلے پہ خود دل کہیں اور دھنکے  
 رکوع و سجود اُنکے ہوتے ہیں ایسے  
 پکارتے یہ کہتے ہیں وہ دھوکے  
 جن میں اس مرض سے ہوا ہے افادہ  
 ہنسی کھیل میں قصے پھر پڑھ کر  
 نکات اور خیرات دیتے نہیں ہیں  
 جو بے غل یا جوڑنے کی پختل  
 کہیں کہ نہ ہو جائے بار خزانہ  
 غرض یا چون ارکان دین سے برہی ہیں  
 ہمارے پیسے کی ہے تجارت

نہ دنیا کے قابل نہ دین حاصل  
 کسی چیز میں بیٹی حصہ نہ پاسے  
 تو سسلا کیا میکے پر بھی بھاری  
 رنڈاپے ہی میں کلمے وہ زندگانی  
 جو پڑھتے ہیں گویا وہ پڑھتے نہیں  
 خدا دیکھتا ہے یہ سب طور اُنکے  
 اُٹھے اور گرے وہاں کی ڈھسکی جیسے  
 نہو کھائے پیئے کو کچھ گھر میں جسکے  
 وہ روزہ ہیں کیا رکھتے کرتے ہیں فاقہ  
 وہ دن کا دیتے ہیں رُونے کو وکر  
 یہ فرض اپنے فمے وہ لیتے نہیں ہیں  
 قہرے سود پر بینک میں حج دولت  
 وہ بن بیٹھے ہیں خود ہی مار خزانہ  
 گر بیچ عیب اُن میں شرعی بھی ہیں  
 نہتھے ہیں جبین ہم اپنی امانت

سمجھتے ہیں خوردہ فروشی میں دولت  
 نہیں علم وہ جسے حاصل ہونعت  
 بی لے کی تھی بازی ہزاروں اٹھا  
 ملے تیس چالیس کی بھی اسامی  
 زمیندار یاں باپ دادا سے پائیں  
 رہی ندرستی ہمیشہ زراعت  
 کبھی کچھ بھی کھیتی اگر ہو گئی ہے  
 جواد لاد نواب کا ہے وثیقہ  
 فلاکت سے بھی بڑ گئی ہے فلاکت  
 رسول خدا کے ہیں نائب سچ عالم  
 جو عالم بنے پھرتے ہیں ماتے ماتے  
 کتابین مواعظ کی آمد میں کھین  
 جو مسجد میں پہنچے تو منبر پہ چڑھ کر  
 کچھ انگریزی پڑھنے کی کر دی بُرائی  
 زبانی ہی دست طلب پھر چلایا

بہت دوسرے ہو کرین تر تجارت  
 خلاف نجات ہے ہر ایک حرفت  
 مگر تین کانے ہمیں ہاتھ آتے  
 بی لے پاس ہیں ہم کرینگے غلامی  
 تعیش میں پڑ کر وہ سب سچ کھائیں  
 ہر اک سال ارضی سماوی ہر ہفت  
 اُسے سیٹھ جی کی نظر ہو گئی ہے  
 وہ سب سیٹھ جی کا ہول ہے ذلیفہ  
 یہ ہے اپنے اعمال ہی کی بدلت  
 انھیں خلق کی دستگیری ہے لازم  
 وہ عسالمون کو ہیں بدنام کرتے  
 جہنم بھی کچھ عالمون سے سنی تھیں  
 کچھ آیات و اخبار و آثار پڑھ کر  
 حکایت کوئی چکنی چٹپری سنائی  
 سبق عالمون کی مدد کا پڑھایا

کچھ ایسے بھی تھے آجکل میں  
 ہم اختلافات ان میں ہیں ایسے  
 کچھ ایسے ہیں عالم کو گزشتہ ہیں  
 طمع نے زبان بند کی عالمن کی  
 کہیں سچ تو حاکم سے خونِ خطہ  
 کہاں اب زور ہے وہ بیست سے ضعیف  
 ہوئے قید سختی پہ سختی اٹھائی  
 گئی جان بھی اس قدر کوٹے کھائے  
 گیا بادشہ رات کو لیکے تھیلی  
 تو نفرت سے توڑے پہ لات اک لگائی

کہ عالم تو ہیں وہ گوبے عمل ہیں  
 چلے بس تو زہر ایک کو ایک دیکھے  
 وجود اٹکا ایسا ہے گریبا نہیں ہیں  
 نظر دیکھتے رہتے ہیں حاکمون کی  
 رئیسوں حق بات کہنے میں ڈرتے  
 کہاں وہ ضیفہ فضیل اور حربی  
 پڑی جیسی افتاد و سی اٹھائی  
 مگر امر حق سے نہ وہ باز آئے  
 ہزار اسبہا دینا تھے چکے سے دی  
 کھری ہی کھری بادشہ کو سنائی

۱۰۰۰ الامین - محمد خلیفہ متضد با اللہ

۱۰۰۱ ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم محمد خلیفہ متضد با اللہ

۱۰۰۲ نعمان نام ابو حنیفہ کنیت امام عظیم لقب -

۱۰۰۳ فضیل بن عیاض - محمد خلیفہ ہارون رشید -

۱۰۰۴ ابراہیم محمد خلیفہ متضد با اللہ -

اٹھائے نظر تو دل جاے دنیا  
 جو کچھ کون پہ پردہ پڑا ہے اٹھائے  
 وہی جام وحدت میں پھر ملا ہے  
 مگر ایسے اللہ والے کہاں رہیں  
 ہمارا یہ حال اور بھائی ہمارے  
 جو اپنے باپے سواں ہوئے ہیں  
 حکومت تھی جب باد و دوش کی  
 نہ کھینچا بد کا کبھی ہاتھ اُن سے  
 انھیں طرح اپنے دل میں جگہ دی  
 کیا اُنے طرح کا بھائی چارا  
 نہ مفتوح و فاتح کا برتاؤ رکھا  
 نہ کچھ کھانے پینے میں پرہیز اُنے  
 نہ ملنے ملانے میں اُنے کی کمی  
 نہ دلیں تعصب نہ طینت میں کچھ شہر  
 جگہ دی جو بھاشا کو اپنی زبان میں

ہلائے زبان تو بدل جلائے دنیا  
 پھر اسلام کی راہ ہم کو لگا ہے  
 مسلمان بنا کے خدا سے ملا ہے  
 انھیں کون پائے جہان میں ہاں میں  
 جہن کو مٹانے پر اب ہیں اُمتاے  
 وہ محسن کشی پر اُمتاے ہوئے ہیں  
 لکھایا پڑھایا انھیں پرورش کی  
 رہا چولی و امن کا بس ساتھ اُنے  
 خوشی سے بنایا انھیں گھر کا بھید  
 جدائی نہ ہم نے کبھی کی گوارا  
 جب ہے آج یورپ کی قوموں میں دکھا  
 نہ کچھ مرنے جینے میں پرہیز اُنے  
 بہت لیلین رسمیں بھی شادی غمی  
 کئے اختیار اُنکے پنہاں کے اکثر  
 ہوئی رائج اُردو یہ ہندوستان میں



ہمیں اس قدر اُنکی بھاشا سہی پاری  
 مگر شر کے اب یہ جو کھیلے ہیں  
 وہ اُردو کو کیا اب مٹائینگے ہم کو  
 ہمیں کیا مٹائینگے اسلام کو وہ  
 کہیں کی ہے اینٹ اور کینکل ہوڈا  
 وہ خود نیچ جاتی کی کرتے ہیں گت  
 چھاؤں کو پھٹا کے پُچکا بھی دیکر  
 انھیں کر کے آگے انھیں کے سہارے  
 وہ تپھر کی مٹی کی مورت بنائیں  
 وہ دریا کو پوچھیں پہاڑوں کو پوچھیں  
 یہ چپک بھی ہے اک مرض جانتے ہیں  
 یہ مخلوق کے بندے کے دن اڑینگے  
 فتوحات اسلام کو گزری مت  
 ضرار اور شرجیل اور بو عبیدہؓ

کہ ہے حمد اور نعت تک یمن جاری  
 مٹانے پہ اُردو کے ناحق تلے ہیں  
 وہ ہندوستان سے بھگائینگے ہم کو  
 نہیں سوچتے اپنے انجام کو وہ  
 زن شعبہ بانے کنبس جڑا  
 اسی نیچ جاتی کے بل پر ہے تہت  
 یوہن ہسترون کو بھی ہمراہ لیکر  
 وہ بنتے ہیں مقابل ہمارے  
 اُسے پوچھیں سر اس کے آگے جھکائیں  
 وہ حیلان کو پوچھیں وہ جھاڑ کو پوچھیں  
 اسے بھی کوئی دیوی وہ مانتے ہیں  
 یہ خالق پرستوں سے کبتک لڑینگے  
 نہیں یاد انھیں اب ہماری عیسا  
 زبیر اور مقداد اور بود جانہ

ہمیں اس قدر اُنکی بھاشا ہو پاری  
 مگر شر کے اب یہ جو ہر کھلے ہیں  
 وہ اُردو کو کیا اب مٹائینگے ہم کو  
 ہمیں کیا مٹائینگے اسلام کو وہ  
 کہیں کی ہے اینٹ اور کینٹ کی ہو  
 وہ خود نیچ جاتی کی کرتے ہیں گت  
 چماڑن کو پھٹلا کے پُرچاک بھی دیکر  
 انھیں کر کے آگے انھیں کے سہارے  
 وہ تچھر کی مٹی کی مورت بنا لیں  
 وہ دریا کو پوچھیں پہاڑن کو پوچھیں  
 یہ چچک پ بھی ہے اک مرض جانتے ہیں  
 یہ مخلوق کے بندے کے دن اُٹینگے  
 فتوحات اسلام کو گزری ت  
 ضرار اور شربل اور بوعبیدہ

کہ ہے حمد اور نعت تک اُسین جاری  
 مٹانے پر اُردو کے ناحق تلے ہیں  
 وہ ہندوستان سے بھگائینگے ہم کو  
 نہیں سوچتے اپنے انجام کو وہ  
 زن شعبدا بننے کنبس جڑا  
 اسی نیچ جاتی کے بل پر ہے تہمت  
 یوہن ہمترون کو بھی ہمراہ لیکر  
 وہ بنتے ہیں متقابل ہمارے  
 اُسے پوچھیں سر اُسکے آگے جھکائیں  
 وہ دیوان کو پوچھیں ہ جھاڑ کو پوچھیں  
 اسے بھی کوئی دیوی وہ مانتے ہیں  
 یہ خالق پرستوں سے کبتک لڑینگے  
 نہیں یاد انھیں اب ہماری عیسا  
 زبیر اور مقداد اور بود جانہ

وہ خالد وہ طلحہ وہ سعد اور عاص  
 وہ موسیٰ وہ طارق ثنی قتیبہ  
 یہ تھے فوج اسلام کے چند افسر  
 رسالہ تھا ہر اک سپاہی سے آدمی  
 پہاڑ اور جنگل زمین اور سمندر  
 یہ جوش انگاکب نام کی واسطے تھا  
 ہوا شہر اسلام کی خوبون کا  
 عقیدہ تھا سچا خدا پر یقین تھا  
 نہ تھکا لڑائی میں نہ جانے تھے  
 انھیں زندگی سے تھی بہتر شہادت  
 عقیدہ ہو جس قوم کے دین ایسا  
 ہر اک ملک میں اپنے جھنڈے لٹائے  
 نہ ہرگز کو چھوڑا نہ ہر قل کو چھوڑا

وہ عمرو بن عاص اور عمار و یاسر  
 وہ قاسم کا بیٹہ محمد وغیرہ  
 رز جاتے تھے بادشاہ نام سکر  
 کہ اک اک مسلمان تھا سو سو بھاری  
 انھیں خدمت دین میں تھا بہت ابر  
 جہاد انگا اسلام کے واسطے تھا  
 تو بعضوں نے خود ہاتھ بڑھ کر کھلایا  
 ہمارا سا اسلام انگا نہیں تھا  
 نہ وہ بھوکا اور پیاس کو مانتے تھے  
 کہ دنیا کے فانی سے بڑھ کر ہے جنت  
 وہ کیا جانے ہٹ جانا ہوتا ہے کیا  
 زمانے میں نصرت کے ڈنکے بجائے  
 گرا انہم کے بل جسے منہ انے موڑا

۱۔ ابن سلم فاتح کا شعر جسے خاقان چہین سے بھی خراج وصول کر لیا۔

۲۔ فاتح مندہ

اُلٹ ہی دیا تخت کسریٰ وقصیر  
 وہ راجہ ہمارا جہ ہم سے لڑے تھے  
 بنا کر وہ جوان کو بھی اپنا ساتھی  
 مسلمان کہ تھے مگر تھے مسلمان  
 وہ لاکھوں کا لشکر نہ کچھ کام آیا  
 ہمیشہ گرے بہن جو بے لڑے بہن  
 سدا شکرِ ثلثت کو پسِ ڈالا  
 نہیں بے دلیل ایسا دعویٰ ہمارا  
 مگر وصلہ انکا بجا نہیں ہے  
 انھیں اس بنا پر ہوئی ہے یہ بہت  
 اگر ہم میں کچھ ہے تو جھوٹی شیخت  
 کمان اب وہ اسلام کا جوش باقی  
 سوا اسکے قرآن میں ہے یہ آیا  
 یہود اور مشرک جو بہن لے پیغمبر

پلٹ ہی دیا تخت کسریٰ وقصیر  
 مجھے ایک سب جتنے چھوٹے بڑے تھے  
 مدد کو ہزار دن ہی لائے تھے باقی  
 فقط جوش اسلام تھا ساز و سامان  
 سدا حق نے باطل کو نچا دکھایا  
 ہماری شجاعت کے جھنڈے گڑے تین  
 رہا سب میں توحید کا بول بالا  
 یہ تباہِ عالم سے ہے آشکارا  
 وہ بہن دیکھتے ہم میں کیا نہیں ہے  
 کہ باقی نہیں ہم میں قومی محبت  
 جہالت کا ہے نام دینی حرارت  
 چڑھائی ہے اتنی نہیں ہوش باقی  
 خدانے پیغمبر کو اپنے جت آیا  
 عدا انکو پاؤ گے تم سب سے بڑا

مگر اپنے کو کہتے ہیں جو نصراء  
 مشائخ بھی عالم بھی ہیں ان میں بوقتے  
 مسلمانوں سے لے پیمبر اسی سے  
 خدا کی ہدایت سے منہ ہم نے موڑا  
 ہمارا ہی سمجھ پر پڑے ایسے پتھر  
 بخش سے نیا بھائی چارا بڑھایا  
 ہمارے مخالف وہ ہر بات میں ہیں  
 کہنا تک خود شامہ کما تک بجا جت  
 جھکے تھے جو اس سے جھک جاؤ بھی  
 مسلمان ایسوں کی مار آج کھائیں  
 مسلمان بے موت تاب مر رہے ہیں  
 ان اعمال کا یہ نتیجہ ہوا ہے  
 اگر بھوک اور پیاس میں دیئے کوئی  
 پھنسا یا پڑا اگر ایک کپڑا  
 تراہنی اپنی نکھ اور دل سے کیا کیا

تکبر سے کرتے ہیں وہ سب کنار  
 انہیں اتنا میلان ہے اس سب سے  
 نصائے ہیں نزدیک تر دوستی سے  
 ملے مشرکوں سے نصائے کو چھوڑا  
 کہ ہم نے بھروسہ کیا کافروں پر  
 کہ مسجد کے منبر پر اسکو چڑھایا  
 تعصب سے موقع طلب گھات میں ہیں  
 وہ تپھر کے ہیں کسب خینگے نصیحت  
 لکے تم سے جو اس سے کہا تو تم بھی  
 مسلمان ہی اٹھے پھر جبل جائیں  
 یہ سب اپنی کرنی ہے جو بھر رہے ہیں  
 محمدؐ ہیں رستے خدا بھی خفا ہے  
 جہن پانی تھوڑا سا آدمی بھی روٹی  
 کوئی دیئے تن ڈھانک لیں اس سے  
 ادا کرتے ہیں شکر انکی مدد کا

ہمیں چھوٹی سی نوکری کوئی دینے  
 یہ حکام ادنیٰ سے اللہ کے بند  
 خورشاد میں انکی ہن دن آتے تھے  
 بزرگوں کی کرتے ہیں تعظیم و خدمت  
 مگر اپنی رحمت سے برسا کے بادل  
 دیئے ہیں رعیت سے خرم کن خرمین  
 ہر اک عضو اور اسمین نعمت بھی دی ہے  
 یہ ان باپ بھائی بہن سہیلے  
 یہ فرزند دن اور عزیز اپنے پیالے  
 یہ نعمتیں کیسی کیسی ملی ہیں  
 ہم انعام اُسکے گنائیں کہانتک  
 وہ مالک ہمارا وہ خالق ہمارا  
 کہ دن رات اُسکی کرین ہم خطائیں  
 مگر پھر بھی دیسا ہی وہ مہربان ہے  
 کبھی دم تم اُسکا بھی بھرتے ہو یا رو

نو عذر اگر آبرو بھی وہ لے لے  
 پڑے وقت تو پھر یہ جوتے ہیں ککے  
 بجا بلکہ بجا بھی جھڑکی ہیں سستے  
 ہمیں بال بچوں سے ہے کتنی لفت  
 ہمارے لیے بھریئے جسے جل تھل  
 بھرے ہیں زمین کے خزانوں کا من  
 بصارت بھی دی ہے بصیرت بھی دی ہے  
 ہم اور آپ جیتے ہیں جنکے سہارا  
 جو ہیں باعث راحت دل ہمارا  
 ہمیں جتن کس قدر اُسنے دی ہیں  
 ہے عاجز اسمین شہ دو جہانتک  
 جسے اپنا بندہ ہے اس درجہ پیارا  
 ہیں اور سب یاد اُسکی کو بھلائیں  
 شفیق ایسی بان بابا ایسا کہاں ہے  
 کبھی شکر اسکا بھی کرتے ہو یا رو

خدا کو نہیں کچھ بھی پرولے طاقت  
 نہیں اُسکا و باران شاہوں کا سا  
 خدا کے ہے قبضے میں ساری خدائی  
 مسئلے پر جب با وضو تم کھڑے ہو  
 یہ ہے شکر اُسکا نماز اور کیا ہے  
 فقط پانچ وقت اسے ہو با وعاد  
 نماز اک سون دین ہے اک عمارت  
 وضو کر کے ہوتی ہے کسی مباحثت  
 نماز دن ہو وقت کی قدر و الفت  
 نمازین پر ہوتا ہے اگر با جماعت  
 جماعت میں کیا بات ہے اقتدا کی  
 برہمن کوئی تھا ہوا اب مسلمان  
 مسلمان عرب کا ہو یا صنفان کا  
 وہ امریکہ یورپ کا ہو پہنے والا  
 امیر و غریب اور شاہ و گدا ب

ہمات ہی حق میں ہے بہتر عبادت  
 جہان تک پہنچنا ہے دشوار سب کا  
 بہت ہی ہر آسان اس تک رسائی  
 کر دیا اُسے وہ کرے یاد تم کو  
 یہ طاعت ہے راز و نیاز اور کیا ہے  
 خدا کی حضوری تمہیں ہوگی حاصل  
 نماز اور وضو میں بہت ہی حکمت  
 مسامحت کھلتے ہیں رہتی ہے صحت  
 ٹپے صاف و پاک رہنے کی عادت  
 بڑھے باہمی میل جول اور محبت  
 نظر آتا ہے اتفاق اس قومی  
 کوئی شور و تھااب وہ لایا ہے ایمان  
 وہ ہو چین کا چاہے ہندوستان کا  
 وہ گدا ہوا ذریعہ کا یا ہو کالا  
 ہم ملکے کرتے ہیں یا خدا ب

کھڑے ہن تو بازو سے بازو ملے  
 جھکے ساتھ سجدے میں اک ساتھ جائیں  
 مساوات اسلام کا یہ نظارہ  
 مساوات اسلام ہر کام میں ہے  
 سمجھتے تو کم دیگا یہ بچہ رچا  
 نمازون کے اوقات رکھے ہن ایسے  
 مسلمانوں نے بھی ہن فرض تپیر  
 یہی اس میں حکمت ہے اے بندہ پرور  
 وہ ہو یتیم اور محتاج بھائی  
 تمہیں انکی تکلیف کا درد آئے  
 ملے تم کو افطار کے وقت لذت  
 یہی وزہ کل جسم کا تنقیہ ہے  
 خدانے دیا اسلئے مال دولت  
 زکات اور خیرات دیتے رہو تم  
 غریبوں کو دیتے رہو حرب حاجت

جو بیٹھیں تو زانو سے زانو ملا ہے  
 وہ سب ملے مانگیں خدا سے دعائیں  
 خدا کو ہے محبوب بندوں کو پیارا  
 یہ خوبی ہے کس میں یہ اسلام میں ہے  
 مسلمانوں کا دین ہے سب سچا  
 کہ دنیا کے بھی کام ہن ہوتے رہتے  
 خدا کی عبادت ہے یہ بھی سراسر  
 کہ ہو بھوکے اور پیاسے ہن گھر  
 نہیں جنگی دنیا میں کچھ بھی کمائی  
 غریبوں کی حاجت دانی کر آئے  
 تو ہو قدر نعمت کرو شکر نعمت  
 اسی دوز سے نفس کا تزکیہ ہے  
 کہ کھاؤ کھلاؤ کرو تم سخاوت  
 خدا سے جزا اسکی لیتے رہو تم  
 زکات اور خیرات بھی ہے عبادت



تمہاری طرف سے جو داد و بخش ہو  
 زکات اور خیرات آتی ہے مگر  
 کیسی کی تجویز سے خرچ وہ ہو  
 اگر تم کو توفیق ہو اور قدرت  
 ہزار دن روپے ہو یونہی تم اڑاتے  
 خیل خدانے ذبیح خدانے  
 جلی آتی ہے تب سے تکویم کعبہ  
 وہ گئے بین اللہ کا گھسے ہر پہلا  
 بزرگی ہے کعبے کی قرآن میں آئی  
 یہ حج ایک تور کن اسلام کا ہے  
 وہاں ساری دنیا سے ہر سال دیکھو  
 بہم ملنے جلنے سے ہوتی ہے الفت  
 خدانے کیا اس سے حج فرض تمہارے  
 صفات اپنے اسلام کے سارے چھوٹے

تیون کی بیواؤں کی پرورش ہو  
 ہر اک شہر میں جمع ہوتا ہے زر  
 بقدر ضرورت ملے مستحق کو  
 عرب میں کر دجا کے حج اور زیارت  
 مگر حج کو جانے سے ہو جی چلتے  
 بنایا تھا کعبہ کو حکم خدا سے  
 رہی مشرکوں میں بھی تعظیم کعبہ  
 خباب محمد کا مولد جہان بختا  
 خدانے بتائی ہے اسکی بڑائی  
 سوائے بھی یہ بڑے کام کا ہے  
 مسلمان لاکھوں ہی آتے ہیں حج کو  
 بڑھاتا ہے حج اتفاق اور اخوت  
 ترقی کر دو تم کھیلین اور جو ہر  
 اسی زندگی پر ہو اس درجہ چھوٹے

۱۰ حضرت اسماعیل ذبیح اللہ

۱۰ حضرت ابراہیم خلیل اللہ

مسلمانوں اب بھی تو مانو خدا کو  
 تمنا ہے وہ کروت سب بھیتا  
 محمدؐ نے کیا کیا اذیت اٹھائی  
 رہی جاگتے سوتے بھی یاد امت  
 رہ حق میں گھر بار اپنا لٹایا  
 لہو سے صحابہ کے سینچا گیا تھا  
 بہا یا نہ گون نے جب خون اپنا  
 مسلمان جب گئے لاکھوں لڑکے  
 ہو میں لاکھوں ہی میان مانڈ ہوا  
 یہ جاننا زبان ساری کس کیلئے تھیں  
 سمجھتے تھے وہ چند روزہ ہے دنیا  
 خیال انکو عقی کا تھا اس سبب  
 عقیدہ تھا چکا تو کامل یقین تھا  
 وہ احکام خالق پر تھے جان پتے  
 محبت میں آپؐ کی ملتی تھی لذت

بصیر اور ہمار جانو خدا کو  
 چھپے بھی ارادوں کا عالم خدا ہے  
 اُسے سن چکے جیسی تکلیف پائی  
 یہ ناشاد امت یہ برباد امت  
 زلے نے اپنا گلا بھی کٹا یا  
 تب سلام کا باغ پھولا چلا تھا  
 دلون پر تب سلام کا ساہم بھٹ  
 نیم طرح ہو گئے لاکھوں لڑکے  
 ہوا پارا سلام کا تب تو میرا  
 یہی قوم تھے وہ جسکے بے یقین  
 بہت کم انہیں انفات سہرت تھا  
 ذرا کرتے تھے وہ خدا کے غصے سے  
 ہر اک امر میں ان کو ملحوظ دین تھا  
 جو لڑتا ایگی تھے وہ جان بستے  
 اخوت ہی کو رہ سمجھتے تھے ذلت

بنی نوع انسان کے ہمدرد تھے وہ  
 وہ قبروں میں آرام سے رہتے ہیں  
 عبت اپنے اقبال کا ہے فائدہ  
 یونہی وقت باتوں میں کھوتے ہیں گے  
 کرینگے نہ کچھ بھی بہت کچھ کہیں گے  
 فقط قوم مردہ کی ہے یاد اتنی  
 عمل کچھ نہیں صرف دعویٰ ہے  
 دعاؤں میں اپنی اثر ہی نہیں ہے  
 مسلمان ہونیکا غرہ فقط ہے  
 جب احکام دین پر عمل ہی نہیں ہے  
 نہیں کچھ بھی پروا جو دولت نہیں ہے  
 عزیز و یات اتفاقی ہے اب تک  
 مے صاف اسلام کی ہم میں تلچٹ  
 مینے میں آرام کرتے ہیں حضرت  
 تپتے ہیں احمد نہیں چہن آتا

حقیقت تو یہ ہے بٹے مرد تھے وہ  
 بھٹن کیا اب اپنے کو ہم رہتے ہیں  
 لبوں پر ہے شکوہ زبان پر ترانہ  
 فقط کچھ دن ہی میں روتے رہیں گے  
 ہمیشہ یوں ہی جلسے ہوتے رہیں گے  
 دسمبر میں ہر سال ہوتی ہے برسی  
 وہ دیکھو مخالف کھڑے نہیں رہتے ہیں  
 اثر کیا ہو در و جگہ ہی نہیں ہے  
 عمل کہہ رہے ہیں کہ دعویٰ غلط ہے  
 تو کیونکر کہیں ہم کو دل سے یقین ہے  
 بڑا غم تو ہے اخوت نہیں ہے  
 چمک نور ایمان کی باقی ہے اب تک  
 ہم اسلام کے سکے ہیں بھی تو پلٹ  
 مگر اب بھی اُمت ہے چٹم حمت  
 مگر انکی اُمت کو کیا اس کی پروا

کھدین ہے بچپن پیارا محترم  
 یہ کس خواب خرگوش میں پاؤ ہو تم  
 اگر یاد ہوتی خدا کی حسدائی  
 زرا دیکھو تم قوم عاد اب کہاں ہے  
 بھی نوح کی قوم پانی کی رو میں  
 نہ فرو دے اب فرعون باقی  
 حکومت کی ہے کقدر مہربانی  
 یہ ہضیہ یہ طاعون یہ قحط کیا ہے  
 عذاب آتے کچھ دیر گنتی نہیں ہے  
 کج و مطمئن دل کو باد خدا سے  
 لگائے ہو دنیا سے تم اس قدر دل  
 امارت حکومت کے تہہ ہے ہو  
 یہی ہے خیال اور مشرب یہی ہے  
 نہیں حاصل زندگی عیش و عشرت  
 خدا کیلئے بات کہنا عبادت

یہ کس ننھ سے کہئے ہمارا محترم  
 اگر آدمی ہو تو انسان ہو تم  
 بستے نہ تم ایسی بے عشتائی  
 کہیں قوم تبع کا بھی اب نشان ہے  
 ہوئے ناگمان کیسی برباد تو میں  
 ہمیشہ رہا ہے یہاں کون باقی  
 ہمارے ہی اعمال سے ہے گزائی  
 خدا کا غضب ہے عذاب خدا ہے  
 ڈرو اس سے وہ سریع العاجب ہے  
 سمندر میں بہک رہی جاؤ گے پیسے؟  
 نہیں فکرو عقبی خدا سے ہو غافل  
 اسے حاصل زیست سمجھو ہے ہو  
 کہ انسان بنانے سے مطلب یہی ہے  
 ہوئی آفرینش تو بہر عبادت  
 قدم باہ حق میں ہے رکھنا ریت

رعزت کے بند و خدائے دُرود تم  
 غفلت تمہیں زک پہ رک الٹی گئی  
 پڑھو پہلے مذہب کی پوری کتابیں  
 پڑھو کھوانگریزی بھی ذوق سے تم  
 مگر کیوں نبو پڑے صاحب ہمارے  
 حکومت لیاقت سے حاصل کر دو تم  
 جوار کان اسلام ہیں وہ نہ چھوڑو  
 ہے دلمین اسلام کا گھر ہمیشہ  
 لبون پر منبر ہے آہ دل میں  
 بہت کھوپکے ابوسیکو خدارا  
 حضور خدا تم کو جانتا ہے یار و  
 تمہارا خدا ایک ہے آؤ یار و  
 یہ صدقہ خباب محمد ہی کا ہے  
 ہونا گمان روح دین میں جدائی  
 ترقی بہ ہر دم جلال خدا ہے

غریب ایک دن ہو کے شاید مرقم  
 کہیں بھیک بھی تو نہ مانگے ملے گی  
 نہ پوری سہی کچھ ضروری کتابیں  
 کر د پاس بی لے، ایم لے شو سے تم  
 رہو بھر اسلام کے بے بہا دُر  
 کلکٹر کشنر گورنر بھی ہو تم  
 تم اخلاق اسلام سے منہ نہ موڑو  
 خدا زندہ تھا رہا کا ڈر ہمیشہ  
 رہیں کام میں ہاتھ اللہ دل میں  
 بہت سوچے ابواٹھو خدارا  
 اُسے ایک دن منہ دکھانا ہے  
 رشتے لو ایک ہو جاؤ یار و  
 جو اب تک در تو بہ کچھ کچھ کھلا ہے  
 بھروسہ ہے کیا سانس آئی نہ آئی  
 در تو بہ بداب ہوا چاہتا ہے

# غزلِ نعتیہ

نتیجہ فکرِ خباب منشی شاہ محمد متاز علی صاحب آہ تلمیذ رشید حضرت امیر مینا دہلیؒ

کُن سے بھی پہلے لیکن لامکان تو ہی تو تھا  
کچھ نہیں تھا اک نشان بے نشان تو ہی تو تھا

مارِ دُلا و دجہان کو اک نگاہِ لطف سے

قاتلِ عالمِ میسجائے زمان تو ہی تو تھا

تیرے الطاف و کرم میں شانِ بختاوی رہی

دشمنِ جان پر بھی اپنے مہربان تو ہی تو تھا

حُسنِ مطلق کی نظر میں نازِ بس کر بس گیا

بے نیازی کا سببِ جانِ جان تو ہی تو تھا

عُششِ پائند از تھا جس کا شبِ معراج میں

حق تعالیٰ کا وہ پیارا میہان تو ہی تو تھا

دوست دنیا و دین کیا کیا لٹائی خلق میں  
 گنج خوبی و تاسم گنج نہان تو ہی تو تھا  
 رات دن خون جگر سے آبیاری جنے کی  
 گلشن اسلام کا وہ باغبان تو ہی تو تھا  
 جس کے خادم قیصر و کسریٰ سے افضل ہو گئے  
 فقر کی سند پڑھ شاہ زمان تو ہی تو تھا  
 آہ کی ہے عرض اب کیوں ہے تغافل بقدر  
 اُست غاصی پہ سجد مہربان تو ہی تو تھا



# قطعتِ آبلانج

قطعتِ آبلانج طبعِ نیتجہ طبعِ شاعر نازک خیال سرآمد اہل کمال عالیجناب  
منشی محمد حسین صاحبِ سن وکیل سرکار ساکن فیض آباد تلمیذ حضرت  
امیر مہسنائی رحمۃ اللہ علیہ

مشہور جہان حضرت ممتاز علی آہ جانتے ہیں آپ کو واقف ہے زمانہ شاگردوں میں اُستاد کا رتبہ تھا انھیں کا خوش خلق بھی شغ بھی شل طور خوش فہم غم بایں پھٹکتا نہیں بہنِ ندول ایسے اُستاد کی خدمت ہی میں تھے شہروز مالک میں بلاغت کے خیالات میں نبی نقص آپ کے شمار میں ڈھونڈے نہیں	شاگرد امیر احمد مہسنائی مرحوم ہے ملک معانی میں بڑا شور مچا ہوا ہم جاننے والے ہیں بہنِ خجستہ معلوم وہ بات نہیں کرتے ہیں جتنی ہو ہم نے تو محرم میں بھی دیکھا نہیں مغموم اے کا یہ صلہ پایا اگر خود ہو گئے قدوم حاکم میں فصاحت کے زبان ان کی ہے محکوم وہ بھی کمر بار کی صورت ہوا عدم
--	---



قطعہ تاریخ رنجیتہ کلک گہر سلک جامع فضائل جناب  
 مولانا شاہ محمد عبدالواحد صاحب احسن حدیثی صابر  
 متوطن قصبہ رفتح پور

عجیب مثنوی آہ نے نظم کی	عدیل اسکا دیکھانہ ہم نے سنا
فصاحت کا اسلوب ہے دلپند	بلاغت کا عنوان ہے معجز نما
مسلم ہے جو کچھ کیا ہے رسم	موشر ہے لکھا ہے جو وقعہ
اگر غور سے سمجھے اک نظر	خلاصہ ہے تاریخ اسلام کا

لکھی کلک واحد نے تاریخ یہ  
 گل گلشن شیر مصطفیٰ

۱۳ ۵ ۲۹

دین دُنیا کی سادگاہ کی تسمین تھی      رشاک کے قابل جہان میں ایسی ہی تھی

صحنِ معجب کے زایا مصرعِ تاریخ طبع

یہ سراپا واقعی اسلام کی تصویر ہے

۳۹      ۵      ۱۳

ولہ

زبان فارسی

بے پردہ حسن شاہ دستور و انمود

ہم جانبِ حقیقت دین اعتنا نمود

بود انجمنِ سنی ہمہ را بر ملا نمود

وز نصرتِ لاد ہریان ماچر نمود

فکرے کہ او نمود ز بہرِ حسن نمود

ہم اہل شعر و اشعارِ شناسا نمود

مازمِ جلالِ آہ کہ نقشِ بدیع او

از سیرتِ نبی سخنِ دلفریب گفت

از بعثتِ رسالتِ تبلیغِ دینِ حق

احوالِ صِدقِ دینِ تا زمانِ حال

ہا میں جملہ سنی آہ نہ از بہرِ شہرست

منتِ بجانِ شعرِ نظمِ بیانِ نہاد

معجزِ نوشتِ مصرعِ تاریخِ حبال

رودادِ حال و ماضیِ اسلام ادا نمود

۳۹      ۵      ۱۳

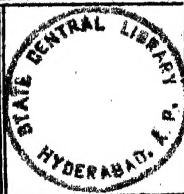
# قطعات تاریخ از نسیبہ فکر شاہ محمد عبدالباری آب خلف قتلین حضرت مصنف مدظلہ

بہت خوب یہ نظم و انشائیہ ہے  
جو دونوں جہان کا شہنشاہ ہے  
بہت آہ ہے تو کہیں راہ ہے  
بہت قوم کا حال جانکاہ ہے  
بتائی ترقی کی بھی راہ ہے  
ترپ جگہ و زمین آگاہ ہے

نہے ثنوی یاد اسلام آب  
یہ ہے مختصر تیسرے مصطفیٰ  
خلاصہ ہے تاریخ اسلام کا  
مسلمان مسلمان ہیں نام کے  
تزل کار و ناہے اس میں اگر  
ضرورت ہے صلاح کی جقدر

جو تاریخ پوچھی تو دل نے کہا  
کہ تاریخ اسلام از آہ ہے

۱۲ ۵ ۴۹



دیگر

حق ہے انکایہ کام ہمیشہ  
ثنوی یاد اسلام ہمیشہ

میرے والد نے قومی کمی ثنوی  
میں نے لے آئے تاریخ اسکی